سوانح عمری

۱۷۰

حق

یعنی آفتاب جس شان سے طلوع ہوا تھا۔ اسی شان سے غروب ہوا

جیون چرتر

رائے تیجرائے آنجہانی

جاگیردار و سابق مہتمم مجلس پائیگاہ آسمانجاہی

از قلم

ڈی۔ گرو داس نبیرہ راجہ صاحب آنجہانی

باہتمام

رگھناتھ راؤ درو

مطبوعہ تاج پریس حیدرآباد دکن

1
آفتاب جس شان سے طلوع ہوا تھا۔ اسی شان سے غروب ہوا
جیون چرتر
رائے تیجبرا آنجہانی
جاگیردار و سابق میر مجلس پائیگاہ آسمانجاہی
از قلم
ڈی۔ گرو داس نبسہ راجہ صاحب آنجہانی
باہتمام
رگھناتھ راو درد
مطبوعہ تاج پریس حیدرآباد دکن

فہرستِ مضامین

مضمون		صفحہ

2

GURU DASS SAIGAL.

Balodyan Press, 689 Sadashiv, Poona.

تصاویر کے متعلق نوٹ

اس سوانحعمری میں جو تصاویر دیگئی ہیں وہ بلحاظ واقعات بہت کم ہیں یوں تو اسوقت راجہ صاحب کے دولتخانہ میں کئی فوٹو نواب صاحب مرحوم ومغفور کیے اسٹاف ہیں، اور پریڈ ہیں جو مختلف مقامات اور مواقع پر لئے گئے ہیں موجود اور بہت کم فوٹو سرکار فیض آثار نواب اعانت جنگ معین الدولہ دام اقبالہ کے ایسے ہیں جنمیں راجہ صاحب موصوف موجود ہوں - اس جیون چرتر میں چند تصاویر نمونتاً دیے گئے ہیں تاکہ ہمارے تحریر کردہ واقعات پر اچھی طرح روشنی پڑسکے - اگرچہ بعض احباب کا اصرار تہا کہ اور بہی تصاویر دیجائیں - مگر حیدرآباد میں بلاک بنکر چھپنا دشوار طلب امر تہا اسلئے موجودہ تصاویر پر ہی اکتفا کیا گیا - جو تصاویر دیگئیں انکی صراحت یہ ہے :-

ارپن پر خاص راجہ صاحب کی تصویر دیگئی ہے - اسکے بعد ایک تصویر اور دیگئی ہے جسمیں راجہ صاحب معہ صاحبزادہ و پزنا تہہ رائے طولعمرہٗ اور گرو داس (نبسہ) کے کھڑے ہیں یہ ۱۳۲۴ف کے آخر میں لیگئی تہی - دوسری تصویر خاکسار کی ہے - بعض احباب کی مجبوریوں سے دیگئی - تیسری تصویر جو نواب سر آسمانجاہ مرحوم ومغفور کے اسٹاف کی ہے اسمیں راجہ صاحب بالکل نواب صاحب کے پیچھے نواب سر فریدون الملک بہادر کے دوش بدوش کھڑے ہوئے ہیں -

چوتہی تصویر آقائے نامدار آقائے ولی نعمی سرکار دام اقبالہ نے اسٹاف کے ساتہہ لی ہے - سرکار دام اقبالہٗ کے بائیں بازو راجہ صاحب کھڑے ہیں -

پانچویں تصویر۔ پرنس جرمنی بغرض سیاحت جب حیدر آباد دکن تشریف لائے تھے اسوقت شکار گاہ ملک پیٹھ پر ہرنوں کا شکار فرمایا۔ صاحب معز کے اسٹاف کے ساتھ نواب معین الدولہ بہادر سرکار دام اقبالہٗ نواب سر افسر الملک بہادر وغیرہ تھے۔ راجہ صاحب پیشی سرکار دام اقبالہٗ میں حاضر تھے۔ درخت کے نیچے کھڑے ہوئے ہیں۔

چھٹی تصویر۔ جس وقت سر برائن ایجرٹن کے۔ سی۔ آئی۔ ای صدر المہام پائیگاہ جب اپنی خدمت سے سبکدوش ہوئے تو منجانب عہدہ داران ہر سہ پائیگاہ ایک وداعی اٹ ہوم صاحب موصوف کو بشیر باغ میں دیا گیا تھا۔

اُس وقت جو تصاویر لیگئیں انہیں سے یہ ایک تصویر ہے جس میں صاحب بہادر کی بائیں بازو راجہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

آخر میں ایک خط کی نقل بھی شامل جوبن چرتر راجہ صاحب کیگئی ہے یہ خط سر برائن ایجرٹن سابق صدر المہام پائیگاہ نے انگلستان سے خاکسار کے نام لکھا ہے۔ صاحب بہادر کو جب راجہ صاحب آنجہانی کی وفات حسرت آیات کی خبر پہنچی تو اِس خط میں راجہ صاحب ممدوح کی خدمات کا اعتراف اور ان کے بوقت انتقال پر رنج وافسوس ظاہر فرمایا ہے۔

تصویر نمبر ۱

ارپن

ہماری قوم کو بھی فخر ہے کہ بھگوان راجہ رامچندر جی اس کُل
میں پیدا ہوئے - بھگوان کرشن چندر یوگی راج کا جنم بھی اسی قوم
میں تھا - بھارت ورش کے سینکڑوں بہادر اس قوم میں
فخر کا باعث ہوئے - حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں ہماری قوم
کی آبادی کچھ ایسی زیادہ نہیں ہے - لیکن مجھے ہماری قوم پر
فخر ہے - ہم دنیا کی بہترین اقوام کے مقابلہ میں کسی حال میں
پیچھے نہیں ہیں - بلحاظ تمدن و معاشرت، تعلیم ہمارا قدم
ترقی کے میدان میں بڑھ رہا ہے - اسی قوم میں میرے محترم
نانا راجہ تیجرائے صاحب پیدا ہوئے - اپنی زندگی کے بہترین لمحے
قومی خدمت میں صرف کئے - اپنی آمدنی کا معقول حصہ قومی
ترقی کے لئے پیش کرتے رہے - اور ہمیشہ ہماری قوم کی
فلاح اور بہبودی چاہتے تھے

لہٰذا نہایت ادب سے

اس لائف کو

اپنی قابلِ فخر قوم **برہم چھتری** کے نام پر ارپن کرتا ہوں

گرو داس

انٹروڈکشن

دنیا میں اگر کوئی قوم اپنی ہستی کو برقرار رکھکر تمدن اور
ترقی کے میدانمیں قدم بڑہانا چاہتی ہی تو اسکے افراد کیلئے لازم ہے
کہ اپنی قوم کے تاریخی واقعات اور حالات اور محترم لیڈروںکی
سوانحمری حوالہ قلم کرے۔ آجکل دنیا کی مہذب اقوام اپنے بزرگوں
اور قابل پیشروں کی یادگاریں اُنکے کارنامے چھپوا کر آنے والی
نسلوں کو اپنی ہستی برقرار رکھنے کیلئے بطور مثال پیش کر رہی ہیں
چنانچہ مشاہدہ اس بات کا کافی ثبوت دیتا ہے کہ جرمنی۔ فرانس
امریکہ۔ انگلینڈ وغیرہ میں جو آجکل بیداری نظر آرہی ہے

یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ نپولین ۔ نیلسن ۔ ابراہام لنکن ۔ روشیو کے
حالات زندگی اِن ممالک کو بیدار کرنے میں مدد دے رہے ہیں وہ سب علمدوست
حضرات سے مخفی نہیں ہے اہل ہند نے بھی اِن مشاہدوں سے تجربہ حاصل کرنا
شروع کیا ہے اور اب سوانح عمریوں کے ذریعہ مادر ہند کے سپوتوں کی
یاد تازہ رکھنے اور انکو اپنا آئیڈیل بنا کر اپنا اور اپنی ملک کا
شاندار مستقبل ملاحظہ کرنے کیلئے ۔ گوکھلے تلک، دادا بھائی
نوروزجی ۔ سر سیّد جیسی مبارک ہستیوں کے چرتر ہر زبان میں
شایع کردیگئی ہیں ۔ مجھے جب اِن تمام چرتروں پر نظر ڈالتا ہوں
تو اپنی قوم کے انمول رتنوں کے حالات زندگی قلمبند نہ کئے جانے پر
سخت افسوس ہوتا ہے کہ اِنکے تجربات زندگی سے ہمنے کوئی فائدہ
حاصل نہیں کیا اِسی ضمن میں اپنی قوم کی ایک بدنصیبی کی جانب بھی

توجہ دلاؤ نگا کہ جو قوم ترقی کرنا چاہتی ہے اسکو اپنی تاریخ
ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے ۔ کیا یہ بدقسمتی کی بین دلیل نہیں ہے؟
کہ ہماری قوم کے پاس اُسکی اپنی تاریخ موجود نہیں ہے اسوقت
پرمیشور کی کرپا سے تعلیم یافتہ اشخاص کی تعداد ۸۰ فیصدی سے
کم نہیں ہے اگر وہ اپنی قوم کی تاریخ کیطرف توجہ نفرمائیں تو یہ بہت
افسوسناک امر ہے ۔

اس تھوڑی سی مدت میں ہماری مادر قوم کو اپنے کئی لایق
اور ہمدرد سپوتوں کی (یعنے راجہ منشی لال صاحب ۔ بچولال صاحب
راجہ دھرنیدھر داس صاحب ۔ رائے جگت نارائن صاحب اور
رائے بالمکند صاحب) جدائی میں نوحہ گر ہونا پڑا ہے لیکن
اب رائے تیجرائے کی جدائی نے اس غم میں مزید اضافہ کردیا

آج انہی حضرات کے بیش بہا خیالات اور جانفشانیوں کا نتیجہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کی تعداد میں اسقدر نمایاں ترقی ہوئی اور ہوتی جارہی ہے۔

رائے تیجرائے صاحب آنجہانی ہماری قوم کے سربرآوردہ رکن تھے جس سے قوم کا بچہ بچہ بخوبی واقف ہے۔ رائے صاحب نے اپنی مختصر زندگی میں جو کچھ بھی قومی خدمت کی ہے وہ بہت قیمتی ہے رائے صاحب کا انتقال ایسے وقت میں ہوا جبکہ انکی خدمات سے قوم کو ابھی مزید فائدہ پہنچنا چاہیئے تھا۔ اگر میں کہوں کہ قوم نے لایق اور ہمدرد سپوت کھو دیا تو بیجا نہ ہوگا۔ رائے گرودا س صاحب نے جب سوانح عمری لکھنے کا خیال مجھ سے ظاہر کیا تو میری یہ خواہش ہوئی کہ اسی ضمن میں قوم "برہم کشتری"

کی تاریخ بھی تاریکی سے روشنی میں آجائے تو کیا اچھا ہو ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کا

لیکن باوجود کوشش بلیغ کے مجھے اپنی قوم کی کوئی ایسی تاریخ

دستیاب نہ ہو سکی جسکا شمار صحیح معنوں میں تاریخ ہو سکے لیکن

اسکے ساتھ ہی میں اس امر کا افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

کم ازکم اس تاریخ کی کمی کو اپنے قومی رہنماؤں کے کارنامے

جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور ان کا احسان قوم پر کوئی

معمولی نہیں ہے کسی نے آجتک پورا کرنے کی طرف پیشقدمی نہیں

کی۔ تاریخ شاہد ہے کہ کوئی قوم اپنے بزرگوں کے کارنامے پڑھے

بغیر آسمانِ ترقی پر آفتاب بنکر نہیں چمکی ہماری گردنیں جن

محسنوں کے احسان کے بار سے دبی ہوئی ہیں اگر ہم اُن بزرگوں

کی یاد کو کسی اور طریقہ سے تازہ نہیں رکھہ سکتے تو کم از کم انکی لائف ہی لکھکر اپنی اور آئندہ آنیوالی نسلوں کی بہبودی کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔

میں رائے گرو داس صاحب کی اس پہلی کوشش کی تعریف ضرور کرونگا کہ انہوں نے اپنے محترم نانا صاحب قبلہ رائے تیجرائے صاحب آنجہانی کی لائف لکھکر قوم کو تاریخ اور سوانح نگاری کیطرف متوجہ کرنے کی خوب تدبیر کی ہے۔

یوں تو یہ لائف نہایت مختصر ہے لیکن یہ کام ان کے سن اور طالب علمانہ مشاغل کے لحاظ سے بہت کچھ قابل قدر ہے اور انہوں نے جس محنت کیساتھ اس لائف کو مکمل کرنیکی کوشش کی ہے وہ بہت غنیمت ہے۔

زمانۂ حال کے مذاق کو پیش نظر رکھتے ہوئے فصاحت وبلاغت کو کام میں نہ لاکر نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں یہ سوانحعمری لکھی گئی ہے۔ جسکی طرز تحریر سادہ مبالغہ سے پاک، انداز بیان مؤثر، تصاویر کا بھی انتظام اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا ہے۔

غرضکہ رائے تیجرائے صاحب آنجہانی کی لائف ہماری قوم کے ایک ہونہار نوجوان کے قلم سے نکل رہی ہے۔ جو ظاہری اور معنوی خوبیوں سے آراستہ ہی امید ہے کہ ہماری قوم اس لائف کو قدر کی نگاہوں سے دیکھکر اپنی قوم کے محترم بزرگ رائے تیجرا صاحب آنجہانی کی یاد ہمیشہ تازہ رکھیگی۔

ہری لال وِاگروے ایم۔اے

ایف۔آر۔ای۔یس (کانگرس)

٣ کچھ اپنی نسبت

جب مینے عثمانیہ یونیورسٹی کے امتحان ایف۔اے میں کامیابی حاصل کی اُسی وقت میں محترم ناناصاحب قبلہ کے شرف قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں یہ خوشخبری عرض کی تو آپ نہایت ہی متاثر ہوئے اور آبدیدہ ہوکر فرمایا "میں بیمار ہوں۔ کاش مجھے اسوقت صحت حاصل ہوتی تو آج میں اپنی قوم کی دعوت کرتا کہ خدانے مجھے آج یہ دن دکھایا۔ تم کو مینے چھ ماہ کی عمر سے اپنے پاس لا رکھا ہے۔ تمھاری تعلیم میں دلچسپی لی، اور شادی کردینے کے علاوہ اپنی اولاد سے زیادہ محبت کی۔ آج مجھے اِس کامیابی کی خوشی منانی چاہئے تھی۔ لیکن پرمیشور کو منظور نہیں" اور آبدیدہ ہوگئے۔

مینے ہر طرح محترم ناناصاحب قبلہ کو اطمینان دلایا اور عرض کیا کہ خدا آپ کو اِس قسم کا موقع اور ضرور عنایت فرمائے گا۔

اگرچہ ایف، اے کی کامیابی سے میں خوش ہو رہا تھا لیکن محترم ناناصاحب کے الفاظ سنکر میرا دل بھی بھر آیا۔

مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی ہستی جس کو میری محبت اور آرام اور تعلیم کا ہر وقت خیال تھا قریب میں ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جانے والی ہے۔ وہ روشنی

جس میں مینے نشوونما پائی تھی، وہ معدوم ہونے کو ہے۔ افسوس ایسی محبت بھرے الفاظ پھر کبھی سننے کا موقع حاصل نہیں ہوگا مجھے کبھی ایسی امید نہ تھی کہ دنیا ایک ایسی ستودہ صفات ہستی کا سایہ مجھ پر سے ہٹا کر مجھے زمانہ کی نامساعدت میں مبتلا کردیگی۔

جس وقت میرے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ اُسوقت میری عمر صرف چھ ماہ کی تھی۔ اُسوقت سے جانبجناب محترم نانا صاحب قبلہ نے مجھے اپنے پاس رکھ کر نازونعم سے پالا پوسا۔

میری رسم موتراشی اور زناربندی میرے چچا صاحب قبلہ جناب رائے گمٹ رام صاحب بیکنٹھ باشی نے بصرف زرکثیر کی۔ کیونکہ آپ کو مجھ سے بیحد اُنس تھا۔

جب میری عمر چھ سال کی ہوئی تو مجھے مدرسہ مفیدالانام میں شریک فرمایا اور میری تعلیم لائق اساتذہ یعنے ادیب فارسی وعربی ومعلم الاخلاق مولوی حکیم ظہور احمد صاحب ہیڈ مولوی، اور رتنا سوامی پلے بی اے اول مددگار مدرسہ مفیدالانام کے سپرد ہوئی۔

میری تعلیم کی نسبت ہمیشہ نگرانی فرمایا کرتے رہے اور محترم نانا صاحب قبلہ کی عین خواہش رہی کہ جسطرح مینے اپنے پاس رکھا ہے اور لاڑ و پیار میں پرورش کیا ہے اُسیطرح اعلیٰ تعلیم دلاکر لایق بناؤں۔ ہمیشہ اپنی زندگی میں فرصت کے وقت مجھے تعلیمی میدان میں بیباکانہ قدم بڑہانے کی ترغیب وتحریص پند ونصائح کی شکل میں دلاتے رہتے۔ آخر جب مینے مدرسہ عالیہ کی اعلیٰ جماعتوں میں بتوسط کورٹ آف وارڈ بورڈنگ تعلیم حاصل کرنی شروع کی، بورڈنگ ہی میں رہنا پڑتا تھا اور پندرہویں دن ایکبار گھر کی صورت نظر آتی تھی۔ محترم نانا صاحب قبلہ کو ان ایام میں میرا آنکھوں سے اوجھل رہنا سخت تکلیف دہ ہوتا تھا۔ ایک روز کے وقفہ سے مجھے دیکھنے کی غرض سے

بورڈنگ تشریف لایا کرتے تھے۔

آخر جناب رائے مرلیدہر صاحب المخاطب راجہ فتح نواز ونت بہادر صدالمہام مال وقت سے کہکر بکوشش وسعی بلیغ مجھ کو بورڈنگ سے علحدہ کروایا گیا اور مدرسہ مفیدالانام میں بکر شریک فرمایا۔ جب مینے بزمانہ ۱۹۲۰ء مڈل میں کامیابی حاصل کی تو بخیال اعلی سوسائٹی میٹرک کے کلاس کی تعلیم کبغرض سے مدرسہ عالیہ میں شریک فرمایا اور ۱۹۲۳ء میں مینے میٹرک میں کامیابی حاصل کی۔ چونکہ عالیجناب محترم نانا صاحب قبلہ مجھے اپنے آنکھوں سے دور رکھنا نہیں چاہتے تھے اس لئے عثمانیہ یونیورسٹی میں شریک کرادیا۔

اس سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اسقدر نازونعم میں پلا ہوا شخص یوں زمانہ کے مصائب اور نامساعدت کو کیسے برداشت کرسکتا ہے۔ مجھے کبھی ایسی اُمید نہ تھی کہ زمانہ یوں مجھے اس کم سنی میں یکایک آپ کے اس ظل عاطفت اور شفقتوں سے محروم کردیگا اور ایسی ہستی کو جس کو رات دن میری فلاح اور بہبود کا خیال ہے پرمیشور ہمیشہ کے لئے مجھ سے چھین لیگا۔ ۲۹ امرداد ۱۳۳۴ف کا دن میرے لئے نمونہ قیامت صغریٰ تھا۔

جس وقت آپکا انتقال ہوا۔ دُنیا میری نظروں میں تاریک ہورہی تھی میرا دماغ معطل ہورہا تھا کہ مجھے اب آئندہ کیا کرنا چاہئے کیونکہ ابتک محترم نانا صاحب قبلہ کے وجود سے مینے لفظ فکر کے معنی سمجھنے کی کوشش نہیں کی تھی مجھے معلوم نہ تھا کہ فکر کس چڑیا کا نام ہے۔ کھانے، پڑھنے اور کھیلنے کے سوائے اور کچھ میں جانتا نہ تھا۔ لیکن جب آپ کا انتقال ہوا تو آنکھیں کھلیں اور جگہ جگہ ٹھوکریں کھانے سے مجھے معلوم ہوا کہ دنیا اس کو کہتے ہیں اور فکر اس چیز کا نام ہے

عالیجناب محترم نانا صاحب کے سرگباش ہونے کے بعد حسب شد آمد قدیم

میرے آقائے نامدار آقائے ولی نعمی نواب محمد معین الدینخاں اعانت جنگ معین الدولہ بہادر نے پرسہ کے لئے طلب فرمایا۔ مولوی سراج الدین صاحب بخشی اور عمو یصاحب قبلہ رائے چھبیل داس صاحب ناظم مخارج پائیگاہ نے مجھے ہمراہ لیجاکر پیش فرمایا۔ اسوقت سرکار فیض آثار نے نہایت ہی متاثر ہوکر تسلی آمیز اور ہمدردانہ الفاظ سے زخمی دل پر شفقت کا مرہم رکھا اور نانا صاحب قبلہ کے صاحبزادوں کو اپنی اُسی قدیم شفقت اور مہربانیوں کے سایۂ عاطفت میں لیکر خاندانی روایتوں کو تازہ فرمادیا۔

جب محترم نانا صاحب قبلہ کے انتقال کی خبر وحشت اثر سر رائن ایجرٹن کے۔سی۔آئی۔ای سابق صدر المہام پائیگاہ کو پہنچی تو آپ نے بھی نہایت ہی ہمدردانہ خط لکھا وہ آئندہ کسی باب میں درج کیا جاتا ہے۔

نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام پائیگاہ نے اپنے قدیمی تعلقات اور اُن مہربانیوں کو جو محترم نانا صاحب قبلہ کی ذات سے وابستہ تھیں۔ بے حد امداد فرمائی اور اجرائی تنخواہ و جاگیر وغیرہ میں جو نوازش فرمائی ہے اسکا شکریہ کسیطرح ادا نہیں ہوسکتا۔

اِس موقع پر نواب رسول یار جنگ بہادر نے جو دستگیری اور ہر ایک کام میں اعانت فرمائی میں اُسکا بھی تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

میں اِس موقع پر اپنے قومی بزرگوں کا عموماً اور محترمی رائے روپلال صاحب و رائے شنکر پرشاد صاحب اور روشن لال رائے صاحب کا خصوصاً جنہوں نے محترم نانا صاحب قبلہ کی بیماری میں اور انتقال کے بعد ممکنہ مدد دی اور عملی ہمدردی ظاہر فرمائی ہے اُنکا میں تہ دل سے ممنون ہوں۔

میں اپنے صلاح کار اور بزرگ خاندان ڈاکٹر شیوراج صاحب و رائے دیبی داس صاحب وکیل ہائیکورٹ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتا جنہوں نے

محترم نانا صاحب قبلہ کے انتقال کے بعد اپنے نیک مشوروں اور شفقتوں سے مجھے محروم نہیں فرمایا۔ بلکہ دنیوی نشیب و فراز سے واقف کرایا اور میری پریشانیوں میں میرا ہاتھ بٹا کر ہمدردی فرمائی اس کو میں تا دمِ زیست نہیں بھول سکتا۔

نیز رائے گل بہادر صاحب بی اے ایل ایل بی نے چند معاملات میں اور بلحاظ محبت وخلوص عالیجناب محترم نانا صاحب قبلہ اپنے قانونی مشورہ اور اور قیمتی رائے سے بہرہ مند ہونے کا موقع دیا۔ علیٰ ہذا رائے سر بخشش صاحب بیارسٹر نے ضرورت کے وقت امداد سے کوتاہی نہ فرمائی۔

عالیجناب محترم نانا صاحب قبلہ کے انتقال کے بعد مجھے خیال ہوا کہ ایک مکمل لائف فرصت کیساتھ لکھنا چاہیئے۔ لیکن میرے پاس اسکا کوئی کافی مواد نہیں تھا۔ اور دوسرے میری بے بضاعتی اسمیں ہارج ہو رہی تھی۔

یوں تو فرصت کے اوقات میں محترم نانا صاحب قبلہ اکثر واقعات وضاحت کے ساتھ فرماتے تھے اور میں خاموشی اور سکوت کے ساتھ سنا کرتا تھا لیکن افسوس ہے کہ مجھے اسکی خبر نہیں تھی کہ یہی واقعات اپنے محترم بزرگ کی لائف کی شکل میں لکھنے کی ضرورت داعی ہوگی۔ سچ تو یہ ہے کہ زمانے کیساتھ محترم نانا صاحب قبلہ کی یاد ہمارے افسردہ دلوں سے ہرگز محو نہیں ہو سکتی لیکن اس لائف میں قومی خدمات کا ایک باب ایسا ہے اگر زمانہ اسکو بھول جائے تو اسکی پروا نہیں۔ قومی حضرات اور مادرِ قوم اپنے لایق سپوت کی خدمات کو بھول نہیں سکتی۔ دنیا میں زندہ قوم ثابت کرنے کے لئے قومی بزرگوں کے کارناموں کو پیش نظر رکھنا ہر ایک فرد قوم کا فرض ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بمصداق درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے قومی نوجوانوں سے استدعا ہے کہ قومی باب کو نظر تعمق سے پڑھیں اور قومی ترقی کے اسباب پر غور کریں۔

اسکے قطع نظر جہانتک میرا خیال ہے کہ دنیا کے نشیب و فراز کے بہت سارے واقعات آپکے ملاحظہ سے گزرینگے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ کامیاب زندگی کے لئے کیسی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بہرحال سوانح عمری کی تکمیل کا ارادہ مصمم ہو چکا تھا۔ لیکن کچھ ایسے ہی واقعات یعنے میری علالت اور پھر عدیم الفرصتی اور طاعون وغیرہ کی پریشانیاں میرے ارادہ میں مانع ہو رہی تھیں۔

آخر رمضان شریف کی وسیع تعطیل میں یہ کام شروع کر دیا گیا اور پرماتما کی کرپا سے تکمیل کو پہنچ گیا۔

اس کام میں مجھے رگھناتھ راؤ صاحب ورد سے بہت کچھ امداد ملی جسکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

صرف ایک بات کا مجھے رہ رہکر خیال آتا ہے کہ میری بے بضاعتی کیوجہ سے یہ لائف خاطر خواہ تیار نہیں ہو سکی۔

مجھے زباندانی کا دعوے نہیں ہے یہ روزمرہ کی زبان ہے اسمیں فصاحت و بلاغت کو بالکل دخل نہیں ہے۔ اسلئے ملتمس ہوں کہ اگر کوئی غلطی بمقتضائے بشریت آپ کو نظر آئے تو اس سے مجھے مطلع فرما کر ممنون فرمائیے۔ اگر کسی واقعہ میں اختلاف ہو تو یہ میری غلطی ہے اسکی بھی اگر اطلاع ملجائے تو میں خوشی سے آئندہ کسی اڈیشن میں بشرط فرصت شکریہ کے ساتھ اسکی اصلاح کرنے آمادہ ہوں۔

قوم کا داس

گرو داس

باب (۱)

خاندان، پیدایش، تعلیم

خاندان

عہد نواب نظام علیخاں غفراں مآب آصفجاہ ثانی میں جبکہ پایگاہ حضرت نواب محمد ابو الفتح خاں[1] تیغ جنگ بہادر شمس الامرائے اول کے سپرد ہوئی تو آپ کے مورث اعلیٰ رائے خوب چند کو قرب اور ملازمت نوابصاحب موصوف کا شرف حاصل ہوا اور اکثر ذمہ داریوں کی خدمتیں پائگاہ کے متعلق آپکے تفویض ہوئیں۔ جو آپ نے تا دمِ زیست نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیں۔

آپ کے بعد آپکے فرزند رائے سروپ چند کو (بعہد نواب سکندر جاہ بہادر آصف جاہ ثالث مغفرت منزل) نواب محمد فخر الدینخاں[2] بہادر شمس الامرا امیر کبیر اول نے آبائی خدمت سے سرفراز فرمایا۔ اور رائے صاحب نے بھی مفوضہ خدمات کی انجام دہی اور مالک کی خیر خواہی و وفاداری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور مالک کی خوشنودی حاصل کی جب آپ کا انتقال ہوا تو آپکے فرزند راجہ بنسی دھر داس کو (بہ عہد نواب ناصر الدولہ بہادر غفراں منزل آصف جاہ رابع) نواب رفیع الدینخاں[3] بہادر عمدۃ الملک شمس الامرائے ثالث امیر کبیر دوم نے اپنی مصاحبت کا شرف بخشا اور معاصرین میں ممتاز کیا۔ سفر مچھلی بندر وغیرہ میں آپ ہمراہِ رکاب نوابصاحب موصوف رہے۔ اور موروثی خدمات انجام دیتے رہے

[1] پیدایش ــــ انتقال ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۰۵ھ
[2] پیدایش ۱۵ رمضان ۱۱۹۵ھ انتقال ۱۹ شوال ۱۲۷۹ھ
[3] پیدایش ۱۱ شوال ۱۲۱۰ھ انتقال ۱۱ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ

آخر ۱۳۱۲ھ میں اس عالم فانی سے کوچ کیا۔ آپکے انتقال کے بعد آپکے نبسہ راجہ تلجا پرشاد صاحب کو[1] (بعہد نواب افضل الدولہ بہادر آصفجاہ خامس مغفرت مکان) نواب عمدۃ الملک بہادر امیر کبیر دوم و نواب سر آسمانجاہ مرحوم و مغفور نے موروثی خدمات و مصاحبت سے مفتخر و ممتاز کیا اور پائیگاہ کی جدید خدمات یعنے مہتممی خزانہ متفرقات و سررشتہ داری افواج پائیگاہ وغیرہ سے سرفراز کیا۔ آپنے اپنی مفوضہ خدمات نہایت جانفشانی کیساتھ انجام دیں۔ نواب سر آسمانجاہ[2] مرحوم و مغفور کی عنایت راجہ صاحب کے حال پر بیحد مبذول تھی۔ زمانہ مدار المہامی میں آپ ایڈیکانگ بنائے گئے لیکن افسوس ہے کہ ادہر اقبال کا آفتاب طلوع اور دوسری طرف زندگی کا آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ یعنے عین عروج اور ترقی کے وقت اچانک بعارضۂ ہیضہ آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔ آپکی تاریخ وفات ۶ ؍ شعبان ۱۳۰۵ھ ہے۔

پیدائش

راجہ تیجرائے بیکنٹھ باشی غرہ ۂ دی ۱۲۸۱ف کو بمقام حیدرآباد اپنے آبائی مکان واقع چارکمان میں پیدا ہوئے۔ جسوقت آپ تولد ہوئے کون کہہ سکتا تھا کہ آپ کا مستقبل نہایت شاندار ہوگا۔

تعلیم

عالم طفولیت میں آپ کی تعلیم آپ کے والد محترم کی نگرانی میں بہترین طریقہ پر ہوتی رہی۔ آپنے صغر سنی میں مدرسہ آغرہ کی پرائمری جماعتوں میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں ابتدائی جماعتوں تک پڑہکر کامیابی حاصل کرنے کے بعد آپ مدرسہ عالیہ میں پری میٹرک کلاس میں شریک کرا دئے گئے۔ بعد میں حسب ایماء نواب سر آسمانجاہ مرحوم و مغفور آپ حیدرآباد سیول سروس میں شریک ہو کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لیکن ایسے وقت میں جب کہ آپ شب و روز محنت کر کے امتحان

---

[1] راجہ منبی دہرداس متوفی نے آپ کو اپنی آغوش میں لیا تہا ۱۲

[2] ۹ ؍ شوال ۱۲۵۶ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۶ ؍ صفر ۱۳۱۶ھ کو انتقال ہوا ۱۲

کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ آپکے والد (نانا) راجہ تلجا پرشاد صاحب کا اچانک ہیضہ سے انتقال ہو گیا۔

قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

جس وقت سایۂ پدری سر سے اُٹھ گیا آپ کا سن صرف ۱۶ سال کا تھا۔ نواب سر آسمانجاہ نے تیرہویں دن حسب رواج آپ کو پرسا دیا۔ اور محبت آمیز کلمات سے تسلی و تشفی دی اور مجروح دل پر شفقت کا مرہم رکھا باوجود کم سنی کے آپ کو اپنی مشکلات و مصائب کا احساس ہو رہا تھا اس کا ذکر کتاب صحیفۂ آسمانجاہی کے دیباچہ میں یوں فرماتے ہیں۔

"جس وقت میرے والد کا انتقال ہوا میری عمر ۱۶ سال کی تھی میں رشۂ عالیہ"
"میں سیول سروس کلاس میں تعلیم پاتا تھا۔ میرے لئے یہ سخت دشواری کا"
"زمانہ تھا۔ میرے سر پر کوئی بزرگ تھا جو میری سرپرستی کرتا نہ مجھ میں اتنا"
"تجربہ کہ اس ناگہانی حادثہ کو جو قیامت صغریٰ کی طرح میرے سر پر ٹوٹ"
"پڑا تھا مقابلہ کر سکتا"

غرض کہ راجہ تلجا پرشاد صاحب کے انتقال پر نواب سر آسمانجاہ بہادر نے آپ کو اپنے ظل عاطفت میں لیکر انکی تعلیم و تربیت کی نگرانی کا خاص طور پر انتظام فرمایا اسی وجہ سے کچھ عرصہ تک درس تدریس کا سلسلہ جاری رہا نواب صاحب مرحوم و مغفور کی شفقت محبت پدری سے بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ آپ نے صحیفۂ آسمانجاہی کے دیباچہ میں اس کا اعتراف فرمایا ہے کہ۔

عہ یہ ایک قدیم رسم ہے۔ عہدہ داران پائگاہ سے اگر کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو ان کے فرزندان کو پرسہ دیا جاتا ہے تاوقتیکہ پرسہ نہ ہو کوئی شخص سرکار دام اقبالہٗ کے سلام کو حاضر نہیں ہو سکتا ۱۲

"میں اپنے آقائے ولی نعمت مرحوم و مغفور نواب سر آسمانجاہ کا شکریہ کسطرح ادا کر سکتا ہوں"

اگر ہر موئے من گردد زبانے ۔۔۔ ز او رانم بہر یک داستانے

نیارم گو ہر شکر یش سفتن ۔۔۔ سر موئے ز احسانیش گفتن

"کہ باوجود اکثر لوگوں کی مخالفت کے مجھ پر مربیانہ اور پدرانہ شفقت مبذول فرمائی"

"اور جملہ خدمات متعلقہ سرکار پائیگاہ جو والد مرحوم کے تفویض تھیں باوجود صغر سنی"

"اور کم لیاقتی کے مجھ کو سرفراز فرمائیں اور سررشتہ تعلیم اور ہر لحظہ مجھے اپنے شوق"

"کو جاری رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے کچھ عرصہ تک میں"

"درس و تدریس جاری رکھ سکا ورنہ زمانہ کی نا مساعدت نے جو صدمہ عظیم"

"میرے سر پر کمسنی کی حالت میں ڈالدیا تھا اس سے ہر طرح کی خرابیوں کے پیدا"

"ہونے کا اندیشہ تھا۔ ہوش سنبھالنے کے بعد جب میں ہر وقت نوابصاحب"

"مرحوم و مغفور کی خدمت میں حاضر رہنے لگا تو ان مراحم اور الطاف میں"

"اور بھی زیادتی ہوئی"

(ماخوذ از صحیفہ آسمانجاہی)

اگرچہ آپکی تعلیم کا سلسلہ سول سروس میں جاری تھا لیکن نواب سر آسمانجاہ بہادر نے موروثی خدمات سے سرفراز فرمایا۔ ایسی اہم ذمہ داری کے فرائض ادا کرنا ایک ناتجربہ کار کے لئے سخت مشکل کا سامنا تھا۔ لیکن راجہ صاحب موصوف کی اعلیٰ ذہانت کو نوابصاحب مرحوم و مغفور کی تجربہ کار نگاہوں نے انتخاب فرمالیا کاروبار اور ذمہ داریوں کی یہ حالت تھی کہ نواب صاحب مرحوم و مغفور کی پیشی میں اوقات مقررہ پر حاضر رہنا پڑتا تھا اسلئے سول سروس کی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا لیکن آپ کو تعلیم سے بیحد دلچسپی تھی۔ کوشش یہ تھی کہ جو وقت باقی رہجاتا ہے اس کو ضائع نہ کرنا چاہیئے چنانچہ مسٹر ہارڈوکیر پروفیسر علوم ریاضیہ نظام کالج ایک عرصہ تک آپکو

ے سنہ ۱۳۲۲ف میں آپ سرگروہ نگرانی [illegible] ۱۲

مکان پر انگریزی تعلیم دیتے رہے ۔ اسکے علاوہ بہترین تصانیف آپکے زیر مطالعہ رہتی تھیں اس سعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی انگریزی، فارسی، اردو قابلیت بہت اچھی ہوگئی ۔ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے قانونی قابلیت کی سخت ضرورت تھی آپ کے مطالعہ میں ہمیشہ بہترین کتب رہتی تھیں کچھ عرصہ کی محنت و کوشش کے بعد آپ کو قانون پر بھی پورا پورا عبور حاصل ہوگیا اگرچہ آپنے کسی قانونی امتحان کی خاص طور پر تیاری نہیں کی لیکن آپ کے قانونی معلومات اور مشورے قابل قدر تھے ۔ آئندہ باب (عہد نواب سر آسمانجاہ بہادر) میں ہم نے راجہ صاحب کی قابلیت اور نواب صاحب ممدوح کی قدر دانی کے واقعات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

باب (۲)

خدمات مفوضہ

عہد نواب سر آسمانجاہ مرحوم و مغفور

آپکے والد کے انتقال پر نواب سر آسمانجاہ بہادر نے آپ کو موروثی خدمات سے سرفراز فرمایا جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا ہے جسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

(۱) مہتممی خزانہ متفرقات (۲) سررشتۂ افواج باقاعدہ و بےقاعدہ

اسکے علاوہ مہتممی بگھیخانہ ۔ مہتممی اسٹور اور آپ مجلس انتظام پائیگاہ کے رکن شاخ افواج غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ کو حسب الحکم نواب سر آسمانجاہ بہادر مقرر کئے گئے

ان مفوضہ خدمات کے متعلق نواب سر آسمانجاہ بہادر نے آپ کو اجازت عنایت فرمائی کہ گھر ہی پر انجام دیں کیونکہ اُس زمانہ میں ان خدمات کے معاوضہ میں کوئی تنخواہ آپ کو نہیں ملتی تھی محض تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے یہ خدمات آپکو سرفراز فرمائی گئی تھیں۔

نواب صاحب ممدوح نے موروثی خدمات کے ساتھ موروثی جاگیر وغیرہ سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔

سنہ ۱۳۰۵ھ میں نواب سر آسمانجاہ بہادر نے اپنے عہد مدار المہامی میں جوانان عروب وجوش کا سررشتہ (متعلقہ نظم جمیعت سرکار عالی) سرفراز فرمایا جسکی تحریر حالیہ[1] ماہوار ملتی تھی۔ قریبًا ایکہزار پانسو نفری کا سررشتہ تھا یہ کام بھی رائے صاحب ممدوح اپنے گھر ہی پر انجام دیتے تھے قابل ذکر امر یہ ہے کہ راجہ تلجا پرشاد صاحب کا جب انتقال ہوا اسوقت رائے صاحب کی فینانشل حالت ٹھیک نہیں تھی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ راجہ تلجا پرشاد صاحب کی فیاضی اور غیر معمولی داد و دہش نے آپکی مالی حالت سقیم کردی تھی۔ اسپر آپ نے (راجہ تلجا پرشاد صاحب) اپنے لخت جگر (رائے تیجرائے صاحب) کی شادی[2] میں بدیغ روپیہ صرف کیا۔ اگر وہ کچھ برس اور زندہ رہتے تو کچھ مضائقہ نہیں تھا۔ قرضہ کی ادائی بہی آسانی سے ہوجاتی مالی حالت ایسی نازک تھی کہ دفعتًا راجہ تلجا پرشاد صاحب کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔

راجہ تیجرائے صاحب کے لئے نہاں اور مشکلات پیش نظر تھیں وہاں مالی حالت نے ان پریشانیوں میں اور بھی اضافہ کردیا۔

نواب سر آسمانجاہ بہادر نے جب محسوس فرمایا کہ بحالت موجودہ یہ خاندان

---

[1] مبلغ حالیہ تنخواہ ۱۰۰ نواب سر آسمانجاہ بہادر اپنے جیب خاص کے خزانہ میں بطور امانت رکھتے تھے اسکے متعلق جو بہبودی نواب صاحب مغفور کے مدنظر تھی اسکی صراحت آئندہ صفحات میں کردیجائیگی۔

[2] آپکی شادی راجہ گنگشام لال صاحب جاگیردار کی صاحبزادی سے سنہ ۱۳۰۷ھ میں ہوئی ۱۲

مشکلات میں گھرا ہوا ہے تو آپنے جیب خاص سے کچھ رقم بطور قرضہ عنایت فرما کر
دوسرے قرضداروں کے تقاضے سے سبکدوش فرما دیا۔ رائے صاحب نے بعد میں تدریج
اُسکی ادائی بھی کردی۔ لیکن جب کبھی آپ اسکا تذکرہ فرماتے آپ پر رقت طاری
ہوتی تھی۔ خلوص، صداقت، بھرے آنسو آپکے آنکھوں میں دکھائی دیتے تھے۔

شملہ کا سفر

غرۂ ذیحجہ ۱۳۴۱ھ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر جب شملہ تشریف لے گئے
اُسوقت راجہ ملجا پرشاد کو سرگباش ہوکر کچھ مہینے گزرے تھے۔ نواب صاحب نے
راجہ تیج رائے صاحب کو اس سفر میں ہمراہی کا اعزاز بخشا اور اپنی نصیحتوں سے
فیضیاب ہونے کا موقع دیا۔ ہر وقت سیر و تفریح وغیرہ میں راجہ صاحب پیشی میں
حاضر رہا کرتے تھے۔ فرصت کے اوقات میں انگریزی اخبارات اور کاغذات
متعلقہ دیوانی بھی پڑھوا کر سنتے اور آپ ہی کو پیش کرنے کا حکم تھا۔

درا صل نواب صاحب مرحوم و مغفور کا عین منشا یہ تھا کہ رائے صاحب کو
سرکاری کام کا کافی تجربہ ہوجائے۔ اگرچہ اور مصاحبین نواب صاحب مرحوم و مغفور
کے ساتھ تھے لیکن جو محبت اور شفقت راجہ صاحب کے ساتھ ظاہر ہوتی تھی
وہ قابل رشک تھی۔ پائیگاہ کے نظم و نسق کے متعلق بعض اوقات نواب صاحب
راجہ صاحب کو اہم امور سمجھا دیتے تھے تاکہ اگر کوئی ذمہ داری کی خدمت انکے
سپرد ہو تو باحسن الوجوہ انجام دے سکیں۔

غرضکہ یہ سفر نہایت کامیاب رہا۔ اور نواب سر آسمانجاہ مرحوم و مغفور
کی صحت میں بھی نمایاں ترقی ہوگئی۔ اس ہونہار نوجوان کے عادات و خصائل
اور طور و طریق کو نظر تعمق سے ملاحظہ فرمایا۔ اگر کوئی ایسی بات نظر آتی جس کو
قابل اصلاح کہنا چاہئے اُس کو نہایت صلاحیت اور ملائمت سے فرماتے تھے
جس سے راجہ صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوکر اسکی اصلاح کی جانب مائل ہونے کا

موقع ملتا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ راجہ صاحب اپنے والد کے غم سے سخت پریشان تھے لیکن نواب صاحب مرحوم و مغفور کی ایسی شفقت (جس کی نظیر دوسری جگہ ملنی محال ہے) کو دیکھکر ان کا دلی رنج و غم کم ہوتا چلا۔

آپ میں بے انتہا صبر و استقلال کا مادہ تھا۔ خوشامد اور جھوٹ سے سخت نفرت تھی۔ زمانہ سازی کبھی نہ آئی۔ ڈبل پالیسی والوں سے آپ دور رہنا مناسب خیال فرماتے تھے۔

اپنے مالک کی خیرخواہی کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے۔ یہی وہ اوصاف تھے جو نواب صاحب مرحوم و مغفور کے دل میں آپکی وقعت پیدا کرنے کے باعث ہوئے۔ اور یہ خصوصیت بہت کم مصاحبوں میں نواب صاحب مرحوم و مغفور پاتے تھے۔

جب سفر شملہ سے نواب صاحب مغفور واپس بلدہ ہوئے تو حسب عملدرآمد قدیم آپ روزانہ سلام کے لئے حاضر ہوتے اور جو حکم احکام صادر ہوتے اُن کی تعمیل نہایت سرگرمی سے کرکے نواب صاحب مرحوم و مغفور سے خوشنودی حاصل کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ نواب صاحب مرحوم و مغفور نے مختلف سفروں میں اپنی ہمراہی رکاب کا شرف بخشا۔

سفر لکھنؤ وغیرہ

۵ رجب ۱۳۱۶ھ کو نواب صاحب مغفور لکھنؤ، بنارس، آگرہ، دہلی وغیرہ تشریف فرما ہوئے تو اُسوقت بھی آپ کو خصوصیت کیساتھ ہمراہی کا اعزاز بخشا۔ یہ سفر قریباً تین ماہ کا تھا۔

سفر اجمیر شریف

نواب صاحب مغفور ۱۹ رجب ۱۳۱۸ھ کو اجمیر شریف تشریف فرما ہوئے۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔ اس سفر میں نواب صاحب مغفور نے ہزارہا روپے صرف فرمائے

راجہ صاحب بھی اس سفر میں نواب صاحب مغفور کے ہمراہ رکاب رہے۔

سفر چانگلیر

چانگلر پائیگاہ کا ایک موضع ہے۔ ضلع ہنگولی میں واقع ہے۔ یہاں کثرت سے شیر ملتے ہیں۔ نواب صاحب مغفور نے شیر کے شکار کے ارادہ سے غرہ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ چانگلیر تشریف لیجا کر چار شیر اور ایک ریچھ کا شکار فرمایا۔ اسوقت بھی راجہ صاحب کو نواب صاحب مغفور نے اپنے ہمراہ لیجا کر شیر کے شکار کے معائنہ کا موقع عنایت فرمایا۔ بعد فراغ نواب صاحب مغفور کی واپسی بتنجرو سنگا ریڈی سے عمل میں آئی۔ نواب صاحب مغفور کے اسٹاف میں راجہ تیجرائے صاحب، نواب نادر جنگ بہادر، نواب فتح نواز جنگ (مولوی مہدی حسن صاحب) مسٹر اسٹیونس، سید رکن الدین صاحب ایڈیکانگ، نرسنگ راؤ صاحب صدر محاسب پائگاہ، سید غوث صاحب معتمد، جارج نیل کمانڈنگ افسر افواج باقاعدہ، ڈاکٹر محی الدین خاں، ڈاکٹر نور اللہ خاں وغیرہ۔

۱۴ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ کو جب سید محمد رکن الدین ایڈیکانگ مدار المہام پائیگاہ کا انتقال ہوا۔ اسوقت نواب صاحب مغفور نے مرحوم کی خدمت ایڈیکانگی آپکے تفویض فرمائی اس اہم فرض کو آپ نے نہایت عمدگی سے انجام دیا۔ نواب صاحب مغفور راجہ صاحب کی فراست اور قابلیت کے متعلق بارہا اظہار خوشنودی فرمائے۔

بہرحال یہ ترقی اور عروج کا زمانہ تھا۔

سفر بمبئی

۲۰ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ م نومبر ۱۸۹۴ء بعد سبکدوشی خدمت مدار المہامی ریاست آصفیہ نواب صاحب مغفور کا یہ پہلا سفر تھا۔ بمبئی، پونہ وغیرہ کی جانب تفریحاً تشریف لیگئے تھے اور کچھ گھوڑے وغیرہ خرید فرمائے گئے اسوقت بھی راجہ صاحب سرکار مغفور کے ہمراہ تھے۔ بعض قیمتی گھوڑے نہایت کوشش و کفایت سے خرید کر سرکار مرحوم کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے۔ جسپر نواب صاحب مغفور نے

اظہار خوشنودی فرماکر ایک عمدہ جوڑی راجہ صاحب کو بطور انعام سرفراز فرماکر عزت افزائی فرمائی۔

سفر مہابلیشور، بمبئی، پونہ وغیرہ

۸ ا جمادی الاول ۱۳۱۴ھ م اکتوبر ۱۸۹۶ء یہ سفر نواب صاحب نے تبدیل آب و ہوا کی غرض سے فرمایا تھا۔ اگرچہ کوئی خاص موسم نہیں تھا لیکن طبی مشیروں کی رائے کی وجہ سے نواب صاحب تشریف لیگئے تھے۔ مراجعت میں بمبئی، پونہ، وغیرہ کو بھی تشریف لیگئے تھے۔ اس سفر میں بھی راجہ صاحب وغیرہ کو نواب صاحب مغفور کی ہمراہی کا فخر رہا آخر ۱۴ ا جمادی الثانی ۱۳۱۴ھ کو نواب صاحب کی سواری با دبہاری واپس بلدہ ہوئی نواب صاحب مغفور کی پدرانہ شفقت نے انہیں اور بچار چاند لگا دئیے لیکن ایسے وقت میں بھی راجہ صاحب نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور عام معلومات کے بڑھانے کے لئے روزانہ انگریزی کتب اور انگریزی اخبار بینی کا شغل رہا۔ نواب صاحب قبلہ نواب سر آسمانجاہ مغفور جو معروضہ ملازمان حضرت اقدس و اعلیٰ کے ملاحظہ میں گزرانتے تھے اسکے مسودے اور مبیضے ہمیشہ راجہ صاحب سے لکھواتے تھے کیونکہ اکثر معروضے راز کے اور اہم معاملات میں ہوا کرتے تھے اسلئے نواب صاحب مغفور اور کسی شخص سے لکھوانا مناسب خیال نہیں فرماتے تھے۔ راجہ صاحب کی رازداری اور صداقت پر کامل اعتماد تھا۔

مجلس انتظام پائیگاہ کے امثلہ میں راجہ صاحب کی رائے دیکھکر نواب صاحب مغفور کو بے انتہا مسرت ہوتی تھی ایک ایسے ہونہار نوجوان کی قابلیت اور قانون دانی پر فخر کرتے جسکی تعلیم و تربیت اور بہبودی میں نواب صاحب مغفور کو ذاتی طور پر بیحد دلچسپی تھی۔

میلگیری پنڈت صاحب مہتمم توشہ خانہ کا جب انتقال ہوا انکے فرزند کمسن تھے

اسلئے نواب صاحب معزنے اس دفتر اور دفتر دیوانی پائیگاہ و سررشتہ امتیازیاب کی نگرانی بھی راجہ صاحب سے متعلق فرمادی۔ نورتن لال صاحب بحیثیت مددگار (اعزازی) دفتر توشکخانہ پر جاکر سرکاری کام انجام دیتے رہے۔ مثل دیگر کاموں کے توشکخانہ وغیرہ کا کام بھی آپ اپنے ہی گھر پر انجام دیتے تھے۔

اسی ضمن میں خانہ باغ بھی آپکی نگرانی میں دیا گیا۔ کیونکہ اسمیں لاکھوں روپیہ کا سامان اور قیمتی اشیاء تھیں۔

نواب سر آسمانجاہ بہادر کی عمر وفا کرتی تو آپ کی ترقی میں بھی دونا اضافہ ہوتا لیکن فلکِ کجرفتار کو یہ منظور نہیں تھا۔ ع

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

نواب صاحب قبلہ نواب سر آسمانجاہ بہادر کی صحت روز بروز خراب ہو رہی تھی آخر غرہ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ کو چشم راست کیجانب کچھ ورم سا نمودار ہوا اور بعد میں ایک پھوڑے کی شکل اختیار کرکے ہلاکت کا باعث ہوا۔

سچ پوچھئے تو نواب سر آسمانجاہ بہادر نے اپنی علالت میں بیحد تکلیف اٹھائی۔ لاکھوں روپیہ علاج اور خیرات میں صرف ہوا لیکن آخر موت نے اپنا کام کیا۔

جسوقت نواب صاحب معز زندگی سے مایوس ہو چکے اس وقت مولوی حسین عطاء اللہ صاحب میر مجلس وقت اور راجہ صاحب کو یاد فرماکر وصیت[1] فرمائی اور بتاریخ ۱۶ صفر ۱۳۱۶ھ راہی فردوس ہوئے۔

افسوس کہ ابھی راجہ صاحب اپنی جولانی طبع کو اس راہ میں پوری طرح بتلانے بھی نہیں پائے تھے کہ قدردان مالک راہی خلد ہوئے۔ سب آرزوئیں

---

[1] وصیت کی تفصیل صحیفۂ آسمانجاہی میں درج ہے۔ ملاحظہ ہو ۱۲

دل کی دل ہیں رہ گئیں ۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اسکا صدمہ راجہ صاحب کے قلب پر بہت ہوا ۔ جس روز نواب صاحب کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا ۔ اس وقت سے راجہ صاحب کے سر سے سایۂ پدری اٹھ گیا ۔

آپ کے عروج اور اقبال کے آفتاب کو کچھ عرصہ تک گہن لگ گیا کسی نے سچ کہا ہے ۔

سب دن ناہیں برابر جات

باب (۳)

عہد حضرت بادشاہزادی بیگم صاحبہ محل نواب آسمانجاہ مرحوم و مغفور

مصائب ۔ پریشانی ۔ علالت

نواب سر آسمانجاہ مرحوم کا انتقال ۱۶ صفر سنہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۸ جولائی ۱۸۹۸ء کو ایک عرصہ کی علالت کے بعد بعارضۂ (کاربنکل) یعنے راج پھوڑا ہوا ۔ اس وقت راجہ صاحب کے دل پر اس صدمہ کا اثر ایسا غیر معمولی ہوا کہ تا دم زیست اسکو محسوس کرتے رہے اگرچہ آپکی مستقل مزاجی کی یہ حالت تھی کہ سخت سے سخت تکلیف وہ امور پر بھی آپکی جبین ہمت پر بل نہ آتا ۔ لیکن نواب صاحب مرحوم و مغفور کی اچانک موت سے

استقلال میں فرق آگیا ۔ مہینوں آپ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر تنہائی میں
روتے تھے ۔ نواب سر آسمانجاہ کے انتقال کے ساتھ ہی پائگاہ کے نظم و نسق میں
حضرتہ بادشاہزادی بیگم صاحبہ خود حصہ لینے لگیں ۔ مولوی سید عزیز الدین علی صاحب
معتمد امورات پیشی و رائے دیوی پرشاد مہتمم محلات معتمد احکامات پیشی معتمد پیشی کا
کاروبار انجام دیتے تھے ۔ مولوی سید عزیز الدین علی صاحب صدر تعلقدار ضلع چنگوپہ
کے عہدہ پر متمکن تھے لیکن وٹھل راؤ صاحب بحیثیت مددگار ضلع چنگوپہ میں تعلقدار
کی خدمت انجام دیتے رہے ۔ بعض بدخواہ اور خود غرض اشخاص نے مولوی
سید عزیز الدین علی صاحب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ راجہ صاحب سے مہتممی
اصطبل و بگھیخانہ و اسٹور وغیرہ لیکر دوسروں کے تفویض کر دیں ۔ حضرتہ ممدوحہ
راجہ صاحب کی شخصیت اور خیر خواہی سے واقف تھیں لیکن بار بار کی شکایتوں
سے مجبور ہو گئیں اور راجہ صاحب سے مہتممی اصطبل و بگھیخانہ و اسٹور کا کام لیکر دوسرے
اصحاب کو عنایت فرمایا ۔ اس عرصہ میں ایک روز آپ اچانک زینہ سے گر پڑے
حالت یہاں تک نازک ہو گئی کہ زندگی کی توقع باقی نہ رہی ۔ کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی
ڈاکٹر عبد الحسین صاحب کا علاج رہا ۔ ایک ماہ سے زیادہ آپ فریش رہے ۔ علالت
کے زمانہ ہی میں آپ خدمات مہتممی اصطبل و بگھیخانہ و اسٹور سے سبکدوش کئے گئے
علالت کے زمانہ میں ان خدمات سے بلا وجہ بلا الزام علٰحدگی ایک تکلیف دہ
امر تھا لیکن آپ ایسے مستقل مزاج واقع ہوئے تھے کہ مطلق اسکا احساس نہ کیا
جب آپ کو صحت کلی حاصل ہو گئی تو ہفتہ میں دو بار حضرتہ ممدوحہ کی خدمت میں
سلام کی غرض سے حاضر ہوا کرتے تھے ۔ خدمت مہتممی بگھیخانہ و اسٹور کی نسبت
آپ نے حضرتہ ممدوحہ کی خدمت میں معروضہ کیا کہ ایک صداقت نامہ سرفراز ہو جائے

لـہ داروغۂ جہاں نما ۱۴

تاکہ فدوی کی کارگزاری ثابت ہوسکے ۔ حضرتہ ممدوحہ نے ذریعہ مسٹر دوسابھائی
سابق پرائیویٹ سکریٹری نواب سرآسمانجاہ یہ جواب صادر فرمایا کہ مجھے غلط باور
کرایا گیا تھا ۔ اسلئے میں نے تم کو ہر دو خدمات سے سبکدوش کردیا ۔ لیکن اب مجھے
معلوم ہوگیا اور تمہاری دیانتداری و خیرخواہی کے متعلق مجھے ہر طرح اطمینان
ہوچکا ۔ آئندہ میں تمہارے حقوق کا لحاظ مقدم کرونگی ۔ بعض اوقات حضرتہ
ممدوحہ کسی اہم معاملہ میں آپ سے مشورہ طلب کریں تو آپ نہایت خیرخواہی سے
عرض کرتے ۔ آپ صرف نگرانی دفتر توشک خانہ دفتر دیوانی پائیگاہ و سررشتہ
امتیازیاں و رکنیت شاخ فوج مجلس انتظام اور مہتمی خزانہ متفرقات سررشتہ داری
فوج پائگاہ کا کام حسب سابق اپنے مکان پر ہی انجام دیتے تھے ۔ لیکن حاسد گو
دنیا میں پیدا ہوا ہی کرتے ہیں اور اپنی خودغرضی کیخاطر ہر وقت نیا شگوفہ کھلاتے رہتے
ہیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو انکی زندگی دوبھر ہوجائے ۔

ایسے مذموم الصفات حضرات آپ کو ہر زمانہ میں تکلیف دیتے رہے چنانچہ
حضرتہ بادشاہزادی بیگم صاحبہ قبلہ کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کہ راجہ صاحب
کی دماغی حالت درست نہیں ہے ۔ پھر کیا تھا خودغرض دل سے چاہتے تھے کہ
کسیطرح یہ کانٹا راستہ سے دور ہو ۔ اگرچہ حضرتہ ممدوحہ بہت دوراندیش تھیں ایسی
شکایت پر انہوں نے کوئی توجہ نہیں کی ۔ یہ لوگ جو ہمیشہ پیشی میں باریاب رہتے تھے
وقتاً فوقتاً رائی کا پہاڑ بنا کر واقعات پر رنگ آمیزی کیا کرتے تھے آخر حضرتہ ممدوحہ
نے امتحاناً وظل راؤ صاحب مددگار تعلقدار و سید محمد یوسف صاحب سابق مہتمم
بشیرباغ و واحد علی بیگ صاحب سابق معتمد عرائض پیشی نواب سرآسمانجاہ مرحوم
کو آپکے پاس اس غرض سے روانہ فرمایا کہ آپکی دماغی حالت کا اندازہ کیا جائے
یہ حضرات مختلف اوقات میں تشریف لائے اس زمانہ میں راجہ صاحب صحیفہ آسمانجاہی

کی تالیف میں منہمک تھے۔ فرصت کے اوقات میں کتاب کی تکمیل ہو رہی تھی۔ اِن صاحبین نے راجہ صاحب سے ملاقات کی اور تالیف کے کام میں محو پایا۔ واقعات حاضرہ پر گفتگو کی تو کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہوئی جس سے کہ کسی دماغی عارضہ کا گمان بھی ہو سکے۔ جب حقیقت حال سے حضرتہ ممدوحہ آگاہ ہوئیں تو شکایت کرنیوالوں پر خوب برس پڑیں۔ انکو اچھی طرح یقین ہو گیا۔ یہ لوگ جو کچھ راجہ صاحب کی نسبت بیان کرتے ہیں محض خود غرضی ہے۔

لاکھ دشمن ہو کوئی آگ لگانیوالا مارنے والے سے برتر ہے بچانیوالا

اُس زمانہ میں آقائے ولی نعمی سرکار فیض آثار نواب معلی القاب محمد معین الدینخاں اعانت جنگ معین الدولہ بہادر دام اقبالہ کم سن تھے۔ انکے اسٹاف میں ایسے اشخاص کی ضرورت تھی جو موجودہ زمانہ کی تعلیم سے باخبر ہوں۔ تاکہ نواب صاحب معزز ان معزز اشخاص کی صحبت میں رہکر علمی تعلیم حاصل کریں اور انکے اخلاق اور عادات بہتر سے بہتر ثابت ہوں راجہ صاحب معز کو نواب صاحب قبلہ کی پیشی میں حاضر اور ہوا خوری کے وقت پیشی میں ساتھ رہنے کا حکم ہوا۔ دوسرے معززین کیساتھ شب میں ایک روز کے وقفہ سے سرکار دام اقبالہم کے پلنگ کے پاس حاضر رہنا پڑتا تھا۔ سرکار دام اقبالہم کو کمسنی ہی سے تعلیم اور مردانہ کھیلوں یعنے سواری اور نشان اندازی شکار وغیرہ سے بیحد دلچسپی تھی اسٹاف کے لوگ ہمیشہ پیشی میں حاضر رہا کرتے۔ راجہ صاحب ہمیشہ اپنے وقت اور فرض کے پابند تھے۔ غیر ضروری اور غیر متعلق معاملات سے آپ کو مطلق دلچسپی نہ تھی۔ اسٹاف کی ڈیوٹی کے بعد جو کچھ وقت ملجاتا دفتری کام میں صرف کرتے اسکے بعد باقی وقت صحیفۂ آسمانجاہی کی تالیف میں اور فلسفہ کی کتابوں کے مطالعہ میں گزار دیتے۔ قومی کاموں وغیرہ کے لیئے وقت کا کچھ حصہ نذر ہوتا تھا۔ قدرتی طور پر آپ کو تضیع اوقات سے نفرت

ہی تھی۔ تاش یا گنجفہ وغیرہ کے کھیل سے دلچسپی نہ تھی صرف لکھنا اور پڑھنا ہی ایسے مشاغل تھے جس سے آپ کبھی نہ اکتاتے۔ آپکے ذاتی دوستوں کی تعداد بہت کم تھی رائے بالکند صاحب بی اے۔ رائے شنکر پرشاد صاحب بی اے۔ رائے بھیم رائے صاحب بی اے۔ رائے دیبی داس صاحب وکیل۔ رائے وٹھل رائے صاحب رائے قال بہادر صاحب۔ رائے روپ لعل صاحب۔ رائے ہری لعل صاحب اکثر اوقات تشریف لاکر مختلف مضامین پر گفتگو فرماتے اس عرصہ میں راجہ بھوانی داس صاحب ناظم مخارج علاقہ پائگاہ آسمانجاہی کا انتقال ۳۰ رجب ۱۳۲۱ھ ہجری کو بمرض فالج ہوا۔ آپ پائیگاہ کے موروثی ملازم تھے۔ نواب سر آسمانجاہ مرحوم کی خاص نظر عنایت رائے صاحب معز کے حال پر تھی راجہ ٹک رام صاحب فرزند کلاں چونکہ کمسن تھے اسلئے بادشاہ حضرتہ نے رائے صاحب کی خیر خواہی و ملازمت کے نظر کرتے باوجود مخالفوں کی مخالفتوں کے دفتر مخارج جو پائگاہ کا ایک اہم اور بڑا دفتر تہا اسکی نگرانی راجہ صاحب کے تفویض فرمادی۔ رائے لعل پرشاد صاحب بحیثیت مددگار دفتر مخارج پر کام انجام دیتے تہے۔ پائگاہ کے عام دفاتر کے موافق دفتر مخارج کا انتظام بالکل پرانے طریقہ کا تھا۔ زمانہ کے ساتھ اصول کار کا بدلنا لازمی ہے۔ راجہ صاحب معز اگرچہ یہ کام بھی اپنے گھر ہی پر انجام دیتے تھے لیکن اپنی ذاتی قابلیت اور تجربہ کے لحاظ سے دفتر نظامت مخارج میں جدید اصلاحیں کرتے رہے اور اس کام میں رائے لعل پرشاد صاحب نے بہت کچھ امداد دی۔ گویا راجہ صاحب کے زمانہ میں دفتر کی کایا پلٹ گئی۔

واقعات بظاہر قابل اطمینان تھے لیکن اس کو خندہ تقدیر کہنا چاہیئے سخت سے سخت مصائب کا تھا کہ نقاش ازل نے راجہ صاحب کی قسمت میں کھینچدیا تھا

[1] خاکسار کے جد امجد ۱۲

اسکا عمل میں آنا بھی لازمی تہا۔

رائے وٹھل پرشاد صاحب سررشتہ دار و پیشکار رسالہ پائیگاہ کا انتقال

جو راجہ صاحب کے رشتہ میں پھوپی زاد بھائی تھے بتاریخ ۲۴ شعبان ۱۳۲۰ ہجری بمرض فالج یکایک ہوگیا۔ دونوں حضرات میں جو خلوص تہا وہ حقیقی بھائیوں میں بھی کم نظر آتا تھا۔ یہ صدمہ بہی آپنے بہت استقلال سے برداشت کیا۔ وٹھل پرشاد صاحب نواب سر آسمانجاہ مرحوم کے مصاحب و مقرب خاص تھے اور افواج باقاعدہ کی خدمت سررشتہ داری انکے تفویض تھی۔ جب انکا انتقال ہوا دو کم سن لڑکیاں اور ایک بیوہ پسماندہ تھیں ذرائع آمدنی صرف پائیگاہ کی تنخواہ تھی۔ کوئی اولاد نرینہ نہیں رکھتے تھے۔ یوں تو بظاہر ہمدردی کرنے والوں کی کمی نہ تہی لیکن عملی ثبوت دینے والا کوئی نظر نہ آتا تہا بہرحال اسوقت راجہ صاحب نے اس خاندان کے ساتہہ جیسی کچہہ ہمدردی فرمائی وہ اپنی آپ نظیر ہے ابہی ان فکروں سے نجات نہیں ملی تھی کہ آپ اپنے فرزند گرو پرشاد کی موتراشی کے لئے اپنے پیر و مرشد سری گرو ملپا مہاراج کے پاس بمقام اوسہ تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں ایسا حادثہ پیش آیا جسکے بیان سے قلم لرزتا ہے۔ یعنے جس لڑکے کی موتراشی کے لئے سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کرکے اپنی منت پوری کرنے کی غرض سے اوسہ تشریف لیگئے تھے۔ آہ دفعتاً اسکا چراغ زندگی گل ہوگیا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اولاد نرینہ صرف وہی تھی جس نے داغ جدائی دیکر والدین کو نیم بسمل کردیا۔ اس سے پہلے کئی لڑکے راہی ملک عدم ہوئے۔ لیکن یہ ہوش ربا سانحہ ایسا نہ تہا کہ پیمانہ صبر و استقلال چھلک جاتا لیکن پھر بہی اس مصیبت اور رنج کا مقابلہ راجہ صاحب نے پورے استقلال کیساتہہ کیا۔ صبر اور سکون کے ساتہہ ایشور کو یاد کرتے رہے۔

"افسوس صد افسوس برخوردار آخر داغِ مفارقت دے گیا"[له]

"سچ ہے مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی"

یوں تو چھوٹے موٹے مصائب کا اگر ذکر کیا جائے تو ایک دفتر ہو جائیگا مگر آنجناب صاحب ان سب کا مقابلہ اپنے غیر معمولی استقلال کیا تہہ کرتے رہے مصیبت اور پریشانی کے بادل ہر طرف منڈلا رہے تھے۔ لیکن ان بادلوں میں ایک بجلی چمکتی تھی وہ امید کی بجلی تھی۔ اگر اس دنیاء فانی میں بسنے والے اگر زندگی بسر کرتے ہیں تو صرف امید اور اسکے شاندار مستقبل کے خیال پر۔

باب (۴)

عہد معلی القاب نواب معین الدینخاں امانت جنگ معین الدولہ بہادر دام اقبالہ

سربراہن ایجرٹن صدر المہام پائیگاہ اور نگرانی پائیگاہ کا زمانہ
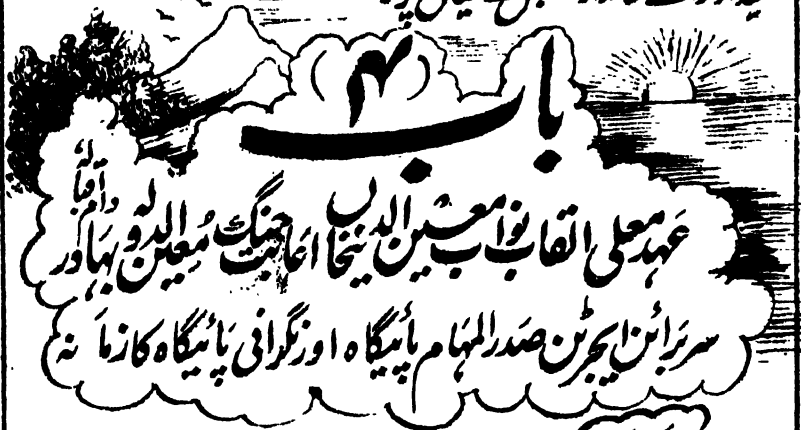
ابتدائی ۱۳۲۲ ہجری سے حضرت پرورش النسا بیگم صاحبہ بادشاہزادی صاحبہ محل نواب سر آسمانجاہ کا مزاج سخت علیل ہو گیا اطبا کی رائے سے بغرض تبدیل آب و ہوا۔ باغِ لالہ گوڑہ تشریف لیگئیں لیکن وہاں بھی کچھ افاقہ نہ ہوا۔

آخر یکم رجب ۱۳۲۳ ہجری روز سہ شنبہ بمقام لالہ گوڑہ آپ کا طائرِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔

اس وقت سرکار دام اقبالہم (نواب محمد معین الدینخاں امانت جنگ معین الدولہ بہادر)

[له] یہ الفاظ حضور صاحب نے اپنی ڈائری میں تحریر فرمایا ہے ۱۲

کا سن قریباً ۱۴ سال کا تھا۔ اس لئے حضرت اقدس و اعلیٰ (غفران مکان) نے ۲۲ رمضان ۱۳۲۲ھ کو جو فرمان نافذ فرمایا تھا وہ جریدۂ اعلامیہ میں شائع ہوا ہے وہ یہ ہے کہ۔

"نواب سر آسمانجاہ بہادر مرحوم کے آخری معروضہ اور نیز میری ہمشیرۂ مرحومہ"
"کی آخری درخواست کے مطابق میں نے برخوردار محمد معین الدین خاں اور انکے"
"اسٹیٹ کے انتظام کو خاص اپنی نگرانی میں لے لیا ہے۔ اس اسٹیٹ کی مجلس"
"انتظامی (جس کے میر مجلس اور ارکان کے نام اور کام کے تختہ کی نقل ملفوف ہے"
"حسب عملدرآمد معمولی روزمرہ کا کام چلاتے رہیں اور زائد اقتدار متعددات"
"داہم معاملہ میں مجلس مذکور جو فیصلہ بغلبۂ آرا طے ہوگا اس کو معین الدین خاں بجانب"
"اپنے معروضہ کیساتھ میرے پاس پیش کرکے حکم حاصل کرتے رہیں گے"

اس فرمان میں جس تختہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں راجہ صاحب کے ذمہ رکنیت فوج و تعمیرات و متفرقات کا کام تھا۔

اگرچہ یہ کام نواب سر آسمانجاہ مرحوم کے زمانہ سے ہی راجہ صاحب انجام دیتے تھے روزمرہ کا کام گھر ہی پر انجام پاتا تھا جلسۂ انتظامی کے روز آپ محکمہ مجلس میں تشریف لیجاتے تھے۔ لیکن آپ کو بلحاظ فرمان محکمہ مجلس میں جاکر رکنیت کا کام انجام دینا پڑتا تھا۔

پے درپے واقعات یعنے نواب سر آسمانجاہ مرحوم کا انتقال اور حضرت بادشاہزادی بیگم کی رحلت اور پھر اسیر دو ایک اولاد کا داغ غرض ان سب واقعات نے راجہ صاحب کو گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کردیا تھا۔ اب راجہ صاحب کی عین خواہش تھی کہ کچھ دنوں تیرتھ جاترا کرکے ایشور کی یاد میں گزار دیں اب دنیاوی عروج یا ترقی کی کوئی ایسی خواہش باقی نہیں تھی۔

فرمان مندرجۂ بالا کے شایع ہونیکے بعد اب کچھ عذر کا موقع نہ تھا۔ پھر
سرکار دام اقبالہٗ کی کمسنی اور حضرتہ بیگم صاحبہ قبلہ والدۂ معظمہ سرکار دام اقبالہٗ
کے ارشاد کے لحاظ سے پیشی سرکار میں حاضر رہتے تھے اور دفتری اوقات میں
دفتری کام انجام دیتے تھے۔ سرکار دام اقبالہٗ کی ہواخوری میں روزانہ بلاناغہ
صبح وشام حاضر رہنا پڑتا تھا اور قدرتی طور پر سرکار دام اقبالہٗ کی نظر شفقت
راجہ صاحب پر تھی۔ گو سرکار دام اقبالہٗ کمسن تھے لیکن ایسے خاندان کے چشم و چراغ
جسکی شہرت تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور بلا مبالغہ ہزاروں آدمیوں کی قسمت
پروردگار عالم نے سرکار دام اقبالہٗ کے حوالے فرمائی تھی۔

پلنگ کی نشست اور روزانہ ہواخوری میں آپ کی حاضری لازمی تھی
بعض اوقات سرکار دام اقبالہٗ کے درس تدریس کے وقت بھی حاضر رہنا پڑتا تھا
حضرتہ بادشاہزادی بیگم صاحبہ کے زمانہ میں جو نظام الاوقات قایم تھا ابھی تک
اسی پر عمل ہوتا تھا۔

حضوری ڈنر، درباروں اور نذور وغیرہ اس قسم کی تقاریب میں سرکار
دام اقبالہٗ جب تشریف لیجاتے تھے اُسوقت آپ ہمیشہ ساتھ رہتے تھے اسٹیٹ کے
کواغذ مولوی حسین عطا، اللہ صاحب میر مجلس سرکار دام اقبالہٗ کے ملاحظہ میں حسب وقت
پیش فرماتے تھے۔ راجہ صاحب بھی اکثر اوقات پیشی میں حاضر رہکر سرکار دام اقبالہٗ
کی خدمت میں ہر مسئل کے متعلق صراحت کیساتھ واقعات عرض کرتے۔

سرکار دام اقبالہٗ کو تعلیم کے ساتھ بیحد دلچسپی تھی۔ نئی معلومات حاصل کرنے
کی خواہش قدرتی طور پر تھی فن فوٹوگرافی سے کمال دلچسپی تھی اس وقت سرکار دام اقبالہم
اس فن میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

مردانہ کھیلوں ٹینس، گھوڑوں کی سواری شکار وغیرہ میں سرکار دام اقبالہٗ

اپنی آپ نظیر ہیں۔

اِس کمسنی میں نشانہ اندازی میں جو کمال آپ کو حاصل تھا۔ کہنہ مشاق بھی حیران ہوتے تھے۔

غرضکہ جو خاندانی خوبیاں سرکار دام اقبالہٗ میں اس کمسنی میں موجود تھیں وہ اِس امر کی شاہد تھیں کہ سرکار دام اقبالہٗ آسمان شہرت پر آفتاب بنکر چمکیں گے اساتذہ اور مصاحبوں کی تعداد باوجود معقول ہونے کے پھر بھی سرکار دام اقبالہٗ آپ کو ہمیشہ پیشی میں رکھنا چاہتے تھے۔ دفتری اوقات اور سرکاری فرائض سے جو کچھ وقت ملتا اور جس وقت سرکار یاد فرماتے آپ پیشی میں حاضر رہا کرتے اور جو کچھ ارشاد عالی ہوتا اسکے متعلق عرض کرتے تھے۔ اسیطرح وقت گزرتا گیا۔ دنیا میں بیسیوں انقلاب ہوئے۔ مہینوں اور برسوں گزر گئے حضرت اقدس کی نگرانی میں پائیگاہ کے کاروبار انجام پاتے تھے۔ سرکار دام اقبالہٗ نے ازراہ عنایات وبفرط شفقت وعزت افزائی بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ م ۲۳ مئی ۱۹۰۷ء ایک ٹو سیٹر موٹر (ڈیڈیان) راجہ صاحب کو سرفراز فرمائی۔ یہ سرفرازی ہمعصروں میں بلند مرتبہ کا باعث ہوئی۔ اور آخر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں مولوی حسین علماء اللہ صاحب میر مجلس انتظام پائیگاہ آسمانجاہی مرض سرطان سے علیل ہوگئے اس لئے انہوں نے رخصت کی درخواست پیش کی ۱ بسفارش راجہ صاحب سرکار دام اقبالہٗ نے رخصت مستدعیہ منظور فرمائی۔

مولویصاحب موصوف کی حالت دن بدن نازک ہو رہی تھی۔ آخر غرہ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ کو انتقال ہوگیا۔ اسلئے بتاریخ ۵ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ کو حضرت اقدس و اعلیٰ کے ملاحظہ میں حسب ذیل معروضہ بجانب سرکار دام اقبالہٗ پیش ہوا۔

---

۱ حب منظوری حضرت اقدس و اعلیٰ ۱۲

نقل اقتباس معروضہ

"خداوند نعمت۔ مولوی حسین عطاء اللہ صاحب میر مجلس صلاتہ خانہ زاد"
"جو مرض سرطان سے علیل تھے۔ بتاریخ غرہ جمادی الآخر انتقال کئے۔ مرحوم ایک"
"تجربہ کار، نیک نفس، اور دیانت دار عہدہ دار تھے اور ۲۵ سال تک ابتدائے"
"زمانہ صدر المہامی سے والد مرحوم کے ماتحت نہایت دیانت اور امانت سے سرکار عالی"
"میں کارگزار تھے۔"
"بعد وظیفہ تخمیناً ۵ سال سے پائگاہ میں خدمت میر مجلسی پر لئے گئے تھے"
"مرحوم ایک قبیلہ اور کنبہ پرور شخص تھے اور کثیر پسماندے چھوڑے ہیں یہاں سے"
"پانچسو پچاس روپیہ تنخواہ انکو ملتی تھی۔"

"لہذا خانہ زاد کا معروضہ ہے"

"کہ تیجرائے جیور کن شاخ فوج جو اس وقت منصرم میر مجلسی کا کام حسب فرمان اقدس
مورخہ ۸ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ نہایت ہی جفاکشی اور عمدگی کے ساتھ انجام
دے رہے ہیں اور زمانہ والد مغفور سے مختلف خدمات پر مامور رہے ہیں اور
تجربہ کار اور واقف کار ہیں میر مجلسی پر مقرر کئے جائیں الخ"

حضرت اقدس و اعلیٰ نے ۸ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ کو سرکار دام اقبالہ کا معروضہ منظور فرمایا۔

حسب فرمان خداوندی ۸ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ آپ پائیگاہ آسمانجاہی کے مستقل میر مجلس ہوئے۔

جب آپنے خدمت میر مجلسی کا جائزہ لیکر کام انجام دینا شروع کردیا تو شب و روز محنت اٹھا کر جسقدر ملتویات تھیں وہ سب صاف کر دیگئیں صیغہ ہراج

قایم کیا۔ جس سے سرکاری ہزاروں روپیہ کا فائدہ ہوا۔ صیغہ جات میں باہواری
قایم کی گئی اور زمانہ حال کی ضروریات کے لحاظ سے جس طریق اور اصول پر کام
ہونا چاہیئے وہی معیار قایم کیا گیا جب دفتر فوق بدنظمیوں سے پاک ہونے لگا
تو دفتر تحت کی اصلاح خود بخود ہونے لگی یعنے افسران متعلقہ نے دفتری تہذیب
اور کام کی طرف توجہ شروع کردی ۔ پائیگاہ میں حاضری کے متعلق کوئی ایسی سختی
نہیں تھی لیکن آپ نے مثل دفاتر سرکار عالی عملہ کو حاضری کا پابند کردیا اور خود
بھی پابندی سے کام انجام دیتے تھے ۔

دیوانی اور فوجداری کے اعلیٰ اختیارات اسوقت پائیگاہ میں صرف محبس
استعمال کرسکتی تھی انفصال مقدمات کا کام تیزی کیسا تھہ ہوتا تھا ۔ مالی مقدمہ
جنکی تعداد سیکڑوں تک پہنچ چکی تھی ان کو بھی فیصلہ کرکے غریب رعایا کو مقدمہ بازی
سے نجات دلوائی گئی ۔

علاقہ پائیگاہ آسمانجاہی کا ایک تالاب موسومہ عمدہ ساگر ہے اُس زمانہ
میں شاہ علی بنڈہ ولعل دروازہ وگولی پورہ میں سرکار عالی کے نل نہیں تھے ان
محلہ جات کے باشندے آب شیریں کے لئے ترستے تھے ۔ راجہ صاحب کی خدمت میں
ان محلہ والوں کی جانب سے نل کے لئے درخواست پیش ہوئی تو آپ نے ذاتی
طور پر محلہ جات کا دورہ فرماکر وہاں کے باشندوں کی حالت زار کا معاینہ فرمایا اور
سرکار دام اقبالہ کے ملاحظہ میں معروضہ داخل کرکے عمدہ ساگر سے پانی دینے کی
اجازت حاصل فرمائی ۔ تمام درخواستوں پر غور فرماکر حسب ضرورت عمدہ ساگر کے
تالاب کا پانی بغیر کسی ٹیکس کے درخواستگزاروں کو اسطرح سے دیتے کا حکم صادر
فرمایا کہ تمام محلے والے اس نعمت عظمیٰ سے فیضیاب ہوں ۔ اس کام میں مولوی
غوث مرتضےٰ صاحب رکن شاخ وتعمیرات (فرزند مولوی حسین عطاء اللہ صاحب

میر مجلس مرحوم مغفور) راجہ صاحب کا ہاتھ بٹاتے رہے اور بلحاظ تعلق کار عجلت کیساتھ
منظوریات و اجراء ال ملک کو پانی سے سیراب کر دیا جب دفتری کام اصول سے
چلنے لگا۔ اسوقت آپ کو فرصت ملی۔ لیکن سرکار دام اقبالہٗ کے سلام کو باقاعدہ
طور پر جاتے تھے اور فرصت کے اوقات میں پیشی میں حاضر رہتے یا ہوا خوری میں
ہمراہ رہتے تھے۔ جو امور خارج از اقتدار مجلس تھے جنکے لئے سرکار دام اقبالہٗ
کی منظوری کی ضرورت رہتی تھی۔ وہ تمام کارروائیاں ملاحظہ میں پیش کر کے
اُن کا تصفیہ کر دیا گیا۔

آپ بحیثیت میر مجلس نگرانی دفتر مخارج پر کام انجام نہیں دے سکتے تھے اس لئے
دفتر مخارج کی نگرانی رائے دیوی پرشاد صاحب مہتمم محلات و سابق معتمد احکامات
پیشی حضرت بادشاہزادی بیگم صاحبہ کے ذمہ کیگئی۔ اسیطرح خزانہ متفرقات و
توشک خانہ کو شکست کر کے صرف صدر خزانہ قائم کیا گیا۔ اور جس کے مہتمم
بھی رائے دیوی پرشاد بنائے گئے۔ دفتر توشکخانہ سررشتہ امتیازیاں کی نگرانی
برخواست کر کے راگھو سُندر راؤ صاحب (فرزند نیلگری پنڈت جیو سابق مہتمم توشکخانہ)
کے ذمہ کیگئی یعنے حق بحقدار رسید۔ اسیطرح موروثی سررشتہ باقاعدہ و بیقاعدہ
تھا۔ باقاعدہ کا سررشتہ رائے دیوی پرشاد صاحب کو دیا گیا اور بیقاعدہ کا
سررشتہ راقم الحروف کے نام سرکار دام اقبالہٗ نے منظور فرمایا۔ غرضکہ آپ نے
بجز عہدہ میر مجلسی کے اب اور کوئی کام اپنے ذمہ باقی نہیں رکھا۔ پائیگاہ کے
انتظام میں راجہ صاحب کی مستعدی کو دیکھکر معزز اراکین مجلس انتظامی بھی ہمہ تن
آمادہ ہوگئے اگر ان تفصیلی انتظامات کو حوالۂ قلم کیا جائے تو موجب طوالت ہوگا
صرف اسقدر لکھنا کافی ہوگا کہ بحیثیت ذمہ دار افسر جس خوبی کے ساتھ نظم و نسق
پائیگاہ کا انتظام کیا۔ اسکی نظیر کسی گذشتہ زمانہ کے میر مجلس کے کارناموں میں

نہیں ملتی۔ یہ انتظام جدید خزانہ پر بلا کسی مزید بار عائد کرنے کی جس خوبی کے ساتھ راجہ نے فرمایا۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔

اسی طرح دفاتر اضلاع وغیرہ کے متعلق حتی الامکان تہذیب و درستی کے احکام اجرا کیئے گئے۔ لیکن دفاتر اضلاع کی حالت عہدہ داران وقت کی بد عملی کیوجہ سے دن بدن ابتر ہوتی جا رہی تھی۔ توقع نہیں تھی کہ جب تک ایک منتظم عہدہ دار دورہ کر کے دفتری اصلاح نہ کرے۔ دفتر اور کاروبار کی حالت درست ہو جائے۔

آپ کے پاس اس قدر وقت نہیں تھا کہ بلدہ سے ترک مستقر کر کے اضلاع کے انتظام کیجانب توجہ فرماویں۔ اس عرصہ میں ضلع کالگی کا دفتر بشیر آباد میں قایم کرنے کی تجویز ہوئی اسلئے سرکار دام اقبالہٗ کے ہمراہ ۱۳۲۷ھ ہجری میں بشیر آباد تشریف لے گئے اور اسکی آبادی کا خاکہ ڈال دیا گیا۔ پھر ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ ہجری کو سرکار دام اقبالہٗ کے ہمراہ جا کر مہتمم صاحب تعمیرات کے ذریعہ مختلف عمارتوں کے لئے جگہ کا انتخاب کیا گیا۔ ساتھ ہی رعایا کی خواہش کے مطابق ایک گنج سرکار دام اقبالہٗ کے نام سے قایم کیا گیا جو ابھی تک (معین گنج) کے نام سے مشہور ہے۔[1]

اسکے بعد ۱۳۲۹ھ ہجری میں بغرض دورہ تعلقات پائیگاہ سرکار دام اقبالہٗ بشیر آباد تشریف فرما ہوئے۔ راجہ صاحب ہمراہ تھے سرکار دام اقبالہٗ کے ملاحظہ میں رعایا نے ایک شاندار اڈریس پیش کیا نذریں ہوئیں اور سرکار دام اقبالہٗ نے بھی ازراہ رعایا پروری معزز رعایا دیکھ دیا نذ یہ و عہدہ داران و نیز کو خلعت مرحمت فرما کر دریا دلی کا ثبوت دیا۔ دو ایک روز شکار بھی فرماتے رہے دوسرے روز سرکار دام اقبالہٗ ضلع چنگوپہ کا ارادہ فرما چکے تھے کہ خاص مستقر بشیر آباد میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سرکار دام اقبالہٗ گھوڑے سے علیحدہ ہو گئے

---

[1] تاریخ سنگ بنیاد ۲ مہر بہمن ۱۳۱۹ف ہجری ۱۲

دشمنوں کو کچھ ضرر بھی پہنچا۔ اس ہوش ربا واقعہ کے بعد مزید دورہ ملتوی ہوگیا دوسرے روز واپس بلدہ ہوکر سرکار دام اقبالہٗ کی سلامتی کے لئے دست بدعا ہوئے چند دنوں بعد خدا کے فضل وکرم سے سرکار دام اقبالہٗ نے غسل صحت فرمایا جس سے راجہ صاحب کو پریشانیوں سے نجات ملگئی اسکے بعد بھی سرکار دام اقبالہٗ نے بغرض زیارت غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے۔

آپ سرکار دام اقبالہٗ کے ہمراہ تھے۔ علی گڑھ۔ لکھنؤ۔ الہ آباد ہوتے ہوئے ۹ رجب ۱۳۲۹ھ ہجری کو واپسی عمل میں آئی۔ جب سرکار دام اقبالہٗ بانسواڑہ تشریف لے گئے تھے تو آپ کو ساتھ رہنے کے لئے ارشاد ہوا تھا اسلئے جانا پڑا غرضکہ سرکار دام اقبالہٗ کی غایت درجہ کی نظر شفقت و پرورشی تھی کہ سفر و حضر میں بھی راجہ صاحب کو ہمراہ رکھنا پسند فرماتے تھے۔ بلحاظ خدمت میر مجلسی پائیگاہ آپ کا انتخاب رکنیت مجلس وضع قوانین پر ایک سال کے لئے ہر تیسرے سال ہوا کرتا تھا باوجود کثرت کار و عدیم الفرصتی راجہ صاحب کونسل کے روز برابر تشریف لیجاتے اور جسقدر قانونی مسودے پیش ہوتے اپنی بشرط ضرورت اپنی رائے کا اظہار فرماتے تھے اور خدمت میر مجلسی پر متمکن ہونے کے بعد ہم وقت منجانب ہر سہ پائیگاہ مجلس وضع قوانین سرکار عالی کی رکنیت پر ہوا۔[1]

جب[2] حضرت اقدس و اعلیٰ سریر آرائے سلطنت ہوئے ہر سہ پائیگاہ کے انتظام کے لئے سر برائین ایجرٹن صاحب کا تقرر حسب فرمان مورخہ ۲۹ شوال ۱۳۲۹ھ ہجری بحیثیت انسپکٹر جنرل پائیگاہ عمل میں آیا۔ گویا پائیگاہ ہول

---

[1] ۱۳۲۰ف میں بلحاظ قابلیت و لیاقت مجلس صفائی کے رکن ایک سال کے لئے بنائے گئے تھے ۱۲

[2] ۷ رمضان ۱۳۲۹ھ تحریر

کے لئے دور جدید کا آغاز ہوا۔

باب (۵)

زمانہ نگرانی پائیگاہ تحت سر برائن ایجرٹن کے سی آئی ای۔

برائن ایجرٹن صاحب نے دیگر پائیگاہوں کے ساتھ پائیگاہ آسمانجاہی کی انتظامی حالت ملاحظہ فرمائی۔ راجہ صاحب کی کارگزاری اور خیر خواہی و قابلیت کے متعلق صاحب بہادر کے دل میں بہترین خیالات پیدا ہو گئے۔ صاحب بہادر نے ابھی جدید انتظام کا سکہ نہیں بٹھایا تھا کہ سرکار دام اقبالہ بغرض شرکت جشن تاجپوشی جارج پنجم دام اقبالہ دہلی تشریف لے گئے۔ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری م ۱۸ نومبر ۱۹۱۱ع کو واپسی عمل میں آئی۔ آپ بھی ہمراہ رکاب تھے۔ بلدہ میں پہلی مرتبہ طاعون شایع ہوا تھا ایسے پر آشوب زمانہ میں مخلوق خدا پریشان تھی۔ آپ اپنے متعلقین کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن سرکار دام اقبالہ کے ارشاد کی تعمیل لازمی تھی اسلئے راہی دہلی ہوئے۔

بعد ختم دربار جشن تاجپوشی واپسی عمل میں آئی جدید انتظام کا خاکہ صاحب بہادر کے ایماء سے مولوی احمد علیخاں صاحب انسپکٹر نے تیار کیا تھا۔

اس جدید انتظام کے متعلق بعض تنگ دل حضرات نے سرکار کو بدظن کر دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن آپکے متعلق سرکار دام اقبالہ کے دل میں یہ اتنہا

خلوص تھا اور کبھی ان بدگویوں کی پروانہ فرماتے تھے۔

صاحب بہادر نے جب سرکار دوام اقبالہٗ سے بہ نفس نفیس ملاقات کی تو صاحب بہادر کو آپ کی دیانت اور خیر خواہی کا یقین دلایا۔ یہی وجہ تھی کہ صاحب بہادر نے کوئی سخت انتظام نہیں کیا محض راجہ صاحب کا انتظام اطمینان کے لئے کافی تصور کیا گیا۔ تاہم صاحب بہادر ہر بات کو غور کرکے اپنی ذمہ داریوں پر احکام صادر فرماتے تھے۔ صرف تعمیل کی حد تک آپ ذمہ دار تھے۔ حسن انتظام اور تجربہ کاری کی وجہ سے صاحب بہادر ہمیشہ اچھے الفاظ میں آپ کو مخاطب فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ میں اس موقع پر پائیگاہ کے انتظام کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اسکو آپکی لائف سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

چونکہ بحیثیت افسر اعلیٰ صاحب بہادر خود احکام صادر فرماتے تھے ایسی حالت میں انتظام حکم کے حسن و قبح کی نسبت تعمیل کنندہ پر ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی۔

پھر بھی ہر ایک معمولی شخص کے حقوق کی حفاظت راجہ صاحب کیطرف سے ہوتی رہی۔ ایسے وقت میں بھی بعض ابن الوقت حضرات نے صاحب بہادر کے کان بھرنے میں کوتاہی نہ کی لیکن صاحب بہادر کی تجربہ کار نگاہیں جان گئیں کہ مطلب سعدی دیگر است۔ ؎

ہم جانتے ہیں بلبل جو ہے تری حقیقت
اک مشت استخواں پر دو پر لگے ہوئے ہیں

جب مخالف حضرات کی پالیسی کا علم آپ کو ہوا۔ موقع آنے پر آپ نے اُن لوگوں کی حتی الامکان امداد فرمائی اور کبھی خصومتوں کا لحاظ نہ کیا۔

بحیثیت میر مجلس مجلس کیطرف سے جو تحریک پیش کیجاتی یا رائے پیش کیجاتی

صاحب بہادر بہت وقعت کی نظر سے ملاحظہ کرتے بعض امور جو بالمشافہہ تصفیہ کے قابل ہوتے ان کے لئے ہفتہ میں ایک دن (چہارشنبہ) مقرر تھا۔ آپ صاحب بہادر کے دفتر میں تشریف لیجا کر تصفیہ کرا دیتے تھے۔ سرکار دام اقبالہٗ اور حضرت بیگم صاحبہ کے جو ارشاد ہوتے تھے وہ بھی خاص طور پر جا کر صاحب بہادر سے ملکر منظوری حاصل فرماتے یا صاحب بہادر کا جو کچھ اعتراض ہوتا اس کے متعلق سرکار دام اقبالہٗ یا بیگم صاحبہ سے عرض کرتے۔ صاحب بہادر نے راجہ صاحب کی تنخواہ معلوم کرلی۔ اسوقت آپ کو مبلغ (۱۲۰) روپیہ الوش ماہانہ میر مجلسی کی خدمت کا ملتا تھا جو بالکل قلیل تھا اسلئے صاحب بہادر نے اضافہ کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن راجہ صاحب نے کہا کہ اگر آپ صرف میری قدردانی فرماکر میری حد تک اضافہ فرما دینگے تو ایک حد تک خود غرضی ہوگی دیگر اراکین اور عملہ کے جز معاش لوگ بھی اضافہ کے مستحق ہیں آپ کے اس جواب سے صاحب بہادر بہت متاثر ہوئے اور حکم دیا کہ محکمہ مجلس و عملہ وغیرہ کے متعلق ایک اسکیم پیش کیجائے۔ غرضیکہ اسوقت راجہ صاحب کی تنخواہ (۱۵۰[1]) قرار پائی۔

صاحب بہادر ہمیشہ آپ کی سچائی کو پسند فرماتے تھے اور پائیگاہ آسمانجاہی کے انتظام کے متعلق صاحب بہادر کو آپ پر کامل اطمینان ہوچکا تھا اور بحزینہ اس امر کا شاہد تھا جو اہم اور رازداری کے احکام صاحب بہادر خاص راجہ صاحب کو صادر فرماتے تھے انکی تعمیل نہایت حزم و احتیاط سے ہوتی تھی ۲۶ فصلی میں صاحب بہادر نے حکم صادر فرمایا تھا کہ پائیگاہ کے متعلق ایک رپورٹ نظم و نسق مرتب کرکے پیش کیجائے۔ جسکی ابتدا نگرانی سے ہوگی یہ رپورٹ آپنے بذاتہٖ محنت گوارا فرماکر دوسرے عہدہ داروں کی امداد سے مرتب فرمائی اور صاحب بہادر کے ملاحظہ میں بمقام نیلگری روانہ فرمایا بعد واپسی صاحب بہادر نے اس رپورٹ

[1] بعہدہ معتمدی مجلس بتنخواہ ۱۵۰ مقرر ہوئی ۱۲

کے متعلق اظہار خوشنودی فرمایا۔

سر برین ایجرٹن کا لقب بجائے انسپکٹر جنرل کے صدر المہام پائیگاہ بذریعہ جریدۂ غیر معمولی ۳۴۴ مورخہ ۲۱ آبان ۱۳۳۳ف قرار پایا تھا لیکن اختیارات وہی تھے جو سابق میں حسب فرمان خداوندی عطا فرمائے گئے تھے۔

عالیجناب صدر المہام بہادر نے ایک دستور العمل بلحاظ ضروریات پائیگاہ مرتب فرمایا اور مجلس میں اسکا مسودہ بغرض ترمیم و اظہار رائے پیش کیا گیا راجہ صاحب اور نیز دیگر ارکان نے بعد غور و خوض اپنی ترمیمات پیش کیں۔ آخر دستور العمل منظور ہو چکا اور اب تک اسی کے لحاظ سے کام انجام پاتا ہے۔

اوائل ۱۳۲۹ فصلی میں ایک کمیشن کا تقرر بغرض تصفیہ مقدمات دعوے صرفخاص و پائیگاہ کے متعلق حسب فرمان خداوندی عمل میں آیا۔

منجانب پائیگاہ جواب دہی کے لئے ڈاکٹر راس بہاری گھوش مشہور وکیل کلکتہ اور مسٹر جی وکیل سکندرآباد کا تقرر عمل میں آیا تھا۔ اس مقدمہ میں قریباً ۳ یوم تک آپ کی شہادت کمیشن کے روبرو ہوتی رہی۔ قابل وکیل نے آپ کو بیٹھکر شہادت دینے کی اجازت دلوائی جو کاغذات اور اسنادات مقدمہ پیش کرنے کے لئے ڈاکٹر راس بہاری گھوش صدر المہام بہادر کو ایا کرتے تھے اسکے متعلق بلا لحاظ وقت برآمد کرکے آپ کو وہ کاغذات اور نوٹس مہیا کرنا پڑتا تھا۔

پائیگاہ کی تاریخ میں یہ کمیشن ایک یادگار رہے گا اسمیں راجہ صاحب نے بلحاظ تعلق و خیر خواہی جو جو کام انجام دئیے ہیں اسکا اعتراف نہ صرف صدر المہام بہادر بلکہ عالیجناب سرکار دام اقبالہٗ نواب معین الدولہ بہادر نے اس طرح فرمایا ہے کہ

"میرے محترم والد نے میرے لئے جو بیش بہا جواہرات چھوڑ گئے ہیں ان میں"

"راجہ تیجرائے صاحب بھی ایک گوہر نایاب ہیں"

دوران مقدمہ میں یہ ارشاد کہ

"آپ صدرالمہام بہادر کے زیر ہدایت اس مقدمہ میں اپنی ذمہ داری سے

منجانب پائیگاہ جوابدہی کرسکتے ہیں"

بہرحال کمیشن برخاست ہونے پر ڈاکٹر راس بہاری گھوش بھی واپس ہوگئے ڈاکٹر ممدوح نے راجہ صاحب کی خیر خواہی اور قابلیت کا اعتراف صدرالمہام صاحب سے شاندار الفاظ میں فرمایا۔

اس مقدمہ کے بعد سر بین ایجرٹن خدمت صدرالمہامی پائیگاہ سے سبکدوش ہوکر ولایت جانے کو تھے۔ عہدہ داران پائیگاہ نے الوداعی جلسے دئیے۔ سرکار دام اقبالہٗ نے بھی لنچ کی دعوت کی جس میں سرکار عالی کے اعلیٰ عہدہ دار شامل تھے۔

صاحب بہادر نے جاتے وقت بطور صلہ کارگزاری راجہ صاحب کو ماہانہ مبلغ ایک سو روپیہ کا اضافہ پرسنل الونس کے نام سے دیا۔ اور ان کی خدمات کی تعریف بہترین الفاظ میں کی۔ یوں تو صاحب بہادر کے محبت بھرے الفاظ کے خطوط بہت ہیں لیکن صاحب معزز کا آخری خط جو جہاز پر لکھا گیا تھا وصول ہوا اسکا اقتباس معہ ترجمہ صفحہ ظہری پر دیا جاتا ہے۔

Copy of Letter
Sir Brien Egerton
K.C.I.E. Sadarulmoham
Paigah from the Steamer
Bremen S S Bremen

25 March 1920..

My Dear Rai Sahib
I had no time to write to
you from Bombay and I
now find this Steamer
will not stay at Aden
so I am afraid it will
be long time before you
get this. I should not
however like to leave
Hyderabad without
writing to tell you how
much I have appreciated
the work you have done
as mir majlis of Asman-
-jahi Paigah ever since

ترجمۂ رقعہ سر برائن ایجرٹن کے سی آئی ای
صدر المہام پائیگاہ
جو برمین جہاز سے آیا تھا

برمین جہاز
۲۵ مارچ ۱۹۲۰ء

مائی ڈیر رائے صاحب
مجھے بمبئی سے آپکو خط لکھنے
کے لئے مطلق فرصت نہیں ہوئی - اب
مجھے معلوم ہوا کہ یہ جہاز عدن پر نہیں
ٹھیریگا اور مجھے خوف ہے یہ آپ کو
ملنے میں ایک عرصہ درکار ہوگا -
اس نگرانی کے زمانہ کے ۸ سالہ
نظم ونسق میں آپنے بحیثیت میر مجلس
پائیگاہ آسمانجاہی جو کام کیا ہے ان
خدمات کا اعتراف کئے بغیر حیدرآباد
چھوڑنا میں مطلق پسند نہیں کرتا تھا -
آپ ہمیشہ نواب صاحب کے وفادار
رہے ہے اور آپکو پائیگاہ کے معاملات

its administration was to me some 8 years ago. you have been always loyal to the Nawab Sahib as well as to the interest of your Paigah, me you have always assisted more loyally in carrying out the reforms that had to be inangurated and I am much indebted to you for your assistance I trust that when the Estate is returned you will continue to serve loyally under Nawab Sahib and keep the administration thoroughly up to the mark during "Supervision" I wish you all success and all good fortune for your self and your family. yours sincerely

Sd/. B. Egerton

کمال درجہ دلچسپی لی ہے۔ اور آپ نے
اصلاحات پائیگاہ کے متعلق مجھے بے حد
امداد دی جسکی خاص ضرورت تھی
اور میں اس امداد کا بیحد ممنون ہوں
اور آپ پر مجھے کامل اعتماد اور بھروسہ
ہے کہ جب اسٹیٹ واگزاشت ہوگا تو
اسی طرح نواب صاحب کے تحت فرمانبرداری
اور ہوشیاری سے اپنی انتہائی اصلاحات
کو جاری رکھکر کام کرینگے۔
آپ کی اور آپ کی فیاملی کی کامیابی
اور اقبالمندی کا بدل خواہاں ہوں فقط

آپ کا مخلص

شرح دستخط بی۔ ایجرٹن

اِس خط کے ایک ایک لفظ سے صداقت اور خلوص کی بو آتی ہے سربن
ایجرٹن کے تشریف لیجانے پر نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام پائیگاہ مقرر کئے گئے
نواب صاحب معز آپ کو ایک عرصہ سے جانتے تھے نواب صاحب معز کی نوازشات
ویسی ہی آپ کے حال پر مبذول رہیں جسطرح سر بن ایجرٹن بہادر کی تھیں ۔ ہی
نواب رسول یار جنگ بہادر نے جب سے خدمت انسپکٹری پائیگاہ سر آسمانجاہ
کا کام انجام دینا شروع کیا ہے ۔ آپ کو بھی راجہ صاحب پر بیحد اعتماد تھا۔
غرضکہ راجہ صاحب نے جن افسروں کی ماتحتی کی اُن کے دلمیں اپنی عظمت
و وقعت قایم رکھکر اپنے فرائض بجا لاتے رہے ۔ اِن شریف دِل حکام نے
بھی کبھی آپ کو اپنا ماتحت عہدہ دار خیال نہ کیا ۔ بلکہ اِنکا برتاؤ اور خلوص ظاہر
دوستانہ معلوم ہوتا تھا ۔ اسی طرح آقائے نامدار نواب معین الدولہ بہادر دام اقبالہ
نے اپنے سرفراز نامجات اور عنایت نامجات میں جن الفاظ سے مخاطب فرمایا ہی
وہ یہ ہیں ۔
"راجہ تیجرائے صاحب ۔ رائے تیجراؤ صاحب ۔ مائی ڈیر راجہ صاحب ۔ میر مجلس صاحب"
ایسے پاکیزہ الفاظ جو سرکار دام اقبالہ کے قلم مبارک سے صفحہ قرطاس
پر نمایاں ہوتے تھے ۔ جن کے پڑھنے سے سرکار دام اقبالہ کی شفقت اور محبت
اور خلوص کا اعتراف نہ کرنا موجب ناشکری ہے ۔
سرکار عالیہ حضرتہ بیگم صاحبہ قبلہ والدہ محترمہ سرکار دام اقبالہ نے جن جن
الفاظ سے مخاطب فرما کر عنایت نامجات روانہ فرمائی تھیں ان کا درجہ مادرانہ
محبت سے بھی بالاتر ہے ۔
غرضکہ یہ باب ختم ہونے کو ہے اسکے پڑھنے سے معزز ناظرین پر واضح
ہوجائے گا کہ آپ نے کبھی پالیسی کو کام میں نہ لایا ۔ ہمیشہ صداقت اور فرض کو

ہاتھ سے نہ دیا اور جن خود غرض اصحاب نے راجہ صاحب کی بدخواہی کی آخر وقت آنے پر انکے ساتھ بھی آپ نے بھلائی کی اور اپنی طرف سے کسی کو برائی یا نقصان نہیں پہنچایا۔ دفتر میں بھی آپ کے قلم سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا۔ آپ کا اصول دشمن کے ساتھ بھی نیکی کرنے کا رہا۔ ہم لوگوں کے لئے ایک بہترین مثال قائم کی ہے تاکہ ہم بھی سیدھا راستہ اختیار کریں۔

نوٹ۔ جو کام ملازمت یا فرائض کے متعلق راجہ صاحب نے سرکار یا پائیگاہ میں انجام دیا ان کو اسکا معاوضہ بھی ملتا تھا۔

آپ کی کارگزاری کی قدر نواب سر آسمانجاہ مرحوم ومغفور نے فرمائی۔ سرکار فیض آثار حضرت نواب صاحب قبلہ نواب امانت جنگ معین الدولہ بہادر نے بھی آپ کو تادم زیست اپنی نوازشوں اور مہربانیوں اور سرفرازیوں سے مالامال فرمائے رہے۔ گویا آپ کو وقتاً فوقتاً انکی خدمات کا صلہ ملتا رہا۔ تو آپ نے ملاحظہ فرما ہی لیا ہے۔ لیکن جو خدمت اپنی قوم کی آپ نے کی۔ یہ ایثار قابل تقلید ہے۔ اسلئے اس باب کو سنہرا باب کہنا چاہئے۔ ملک اور قوم کی خدمت کوئی معمولی نہیں ہو سکتی تاریخ شاہد ہے کہ قومی لیڈروں نے بے تاج کے شہنشاہت کی انکی عظمت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر تھا۔

حقیقت میں ہر قوم کے لئے ہر زمانہ میں ایک رہنما کی ضرورت ہے جب تک
کوئی ذمہ دار شخص صداقت اور خلوص کے ساتھ قوم کی فلاح اور بہبودی کی کوشش
نہ کریگا اس کو رہنما کے نام سے مخاطب کرنا درست نہیں ہے۔

پس راجہ صاحب نے جو خدمت قوم کی کی۔ قومی مفاد کے لئے امکان بھر کوشش
سے دریغ نہیں فرمایا۔

مرتے دم تک اُن کو اپنی قوم کی ترقی کا خیال رہا۔ آپ کا یہ مقدس جذبہ
قابل قدر ہے۔ میں ہر ایک نوجوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے دیگر
فرائض کے مقابلہ میں قوم کی فلاح اور بہبودی کا خیال ہمیشہ مقدم رکھنے
کی کوشش کریں اور بس۔ خاکسار گرو داس

آپ اپنی زندگی میں فرصت کے اوقات میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ:۔
"مادر وطن اور قوم کی خدمت ہمیشہ صداقت اور مستعدی کے ساتھ کرنا ہر چھتری
کا دھرم ہے۔ اس کام میں تحمل اور صداقت کی ضرورت ہے۔ جو لوگ
سچائی کے ساتھ کام کئے جاتے ہیں۔ اُن کو شہرت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ پس
جب کبھی تم کوئی خدمت قوم اور ملک کی کرو ہمیشہ اس اصول کو مد نظر رکھو۔ قومی
مفاد کتنا ہی معمولی ہو اُس کو کبھی نظر انداز نہ کرو"

یہ الفاظ ابھی تک میرے کانوں میں گونجتے ہیں اور آپ کی اس نصیحت کا ایک ایک
لفظ مجھے یاد آتا ہے۔

آپ کی ہمیشہ عین خواہش اور کوشش رہی کہ قوم بہ ہمہ جہت ترقی اور تمدن
کے میدان میں کسی قوم سے پیچھے نہ رہے

مدرسہ مفید الانام کا قیام ۱۹۱۴ء میں مکتب کی شکل میں ہوا کہ قوم کے چھوٹے
بچے کھیل کود میں وقت ضائع کریں۔ لیکن بہی خواہان قوم نے محسوس کیا کہ قومی

بچوں کے لیئے ایک مدرسہ کی ضرورت ہے جسمیں راجہ بنسی لال[1] بہادر نے ازراہِ علم دوستی قومی خدمات کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ راجہ بنسی لال بہادر نے مدرسے کیلئے اپنا مکان پیش کیا اور ابتدا میں جو پچیس تیس طلبا تعلیم پاتے تھے انکی نگرانی اور تعلیم میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ بعض وقت خود بھی تعلیم دیتے تھے اتفاق سے قوم کو ایک ایسا ہمدرد شخص ملگیا جسکو مدرسہ کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اس ہمدرد کو مدرسہ سے اسدرجہ عشق ہوگیا تھا کہ آخر مدرسہ میں ہی اپنا آسن جما یا۔ آج ہم اُس شخص کا نام لیتے ہوئے فخر کریں گے کہ رائے جگت نارائن جی کی کوشش مدرسۂ مفیدالانام کیلئے ویسی ہی تھی۔ جیسے سرسیّد کی کوشش علیگڈہ کالج کے لئے۔

یہ بات قابل الذکر ہے کہ رائے جگت نارائن صاحب مدرسہ میں کبھی ٹیچر کا کام کرتے تھے کبھی ہندو لڑکوں کو سندھیا کی تعلیم خاص طور پر دیا کرتے تھے۔ قوم کے روبرو گداگری کی جھولی لیکر چندہ وصول کرنے نکلتے تھے۔ مختصر یہ کہ رائے جگت نارائن صاحب کا وجود مدرسہ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔

جب مدرسہ کی ترقی کا سوال قوم کے نوجوانوں کے سامنے پیش ہوا تو قومی سبھا میں یہ رزولیوشن نہایت جوش کے ساتھ پاس ہوا کہ اس قومی مدرسہ کو پایہ تکمیل کو پہنچانے اور ہر فرد قوم اپنی علم دوستی کا ثبوت دینے کے لئے کم ازکم اپنی ماہانہ آمدنی کا نصف حصہ نذر کرے۔ اس رزولیوشن کو ہمارے قابل فخر قوم نے جسکو دنیا میں زندہ رہکر اپنا مستقبل شاندار بنانا مقصود تھا نہایت ہی فراخدلی اور خندہ پیشانی سے منظور کرلیا .... اور جب اسطرح چندہ جمع کیا گیا تو رائے نرنجن لال[2] صاحب کا مکان (واقع اعتبار چوک) بہ قیمت چھ ہزار خریدا گیا

---

[1] سررشتہ دار نظم جمعیت سرکار عالی و جاگیردار ۱۲

[2] خسر رائے نال بہادر صاحب ۱۲

اس کے بعد اس مکان میں مدرسہ منتقل کیا گیا۔ لیکن اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مدرسہ کے قیام اور اسکے انتظام اور طلباء کی ہر قسم کی آسایش کے لیے محض یہ چندہ کفاف نہیں کر سکتا تو اُس وقت یہ صلاح ٹھہری کہ چند قوم کے ہونہار ہمدرد نوجوان چندہ جمع کرنے کے لیئے نامزد کئے جائیں۔ اُسوقت قومی گداگروں میں رائے روپ لال صاحب، رائے بالمکند صاحب، رائے تیج رائے صاحب، رائے جگت نارائن صاحب، رائے ہری لال صاحب، نکلے۔ چندہ اور سرمایہ کافی جمع کیا گیا اس وقت مدرسہ کی عالیشان عمارت اور بڑے بڑے ہال کلاسوں کے لیئے نظر آتے ہیں انہی چندوں سے بتدریج تیار کرائے گئے۔

آجکل مدرسہ کی تعلیم رائے شنکر پرشاد صاحب کے حسن انتظام کی وجہ قابل اطمینان ہے۔

ہر سال امتحانات کے نتائج عمدہ نکلتے ہیں گورنمنٹ سے اسوقت تخمیناً ماہانہ گرانٹ ملتا ہے اور دیگر تعلیمی اخراجات چندوں پر منحصر ہے۔ اس مدرسے سے جسقدر قوم کے ہونہار نوجوان تعلیم پاکر نکلتے ہیں اسپر قوم کو فخر حاصل ہے۔

آپ کی مدرسہ کے ساتھ ہمدردی اور ایثار کو قوم نظر انداز کرنا نہیں چاہتی تھی۔ قوم کے لیئے ایسے ہمدرد اور مستفید شخص کی خدمات سے محروم رہنا مناسب نہ تھا۔ اسلئے سنہ ۱۳۲۱ء مطابق سنہ ۱۳۲۱ف میں آپ مدرسہ مفیدالانام اور قومی مجلس کے صدرنشین قرار دیئے گئے اور تادم زیست اس قومی خدمت کو انجام دیتے رہے۔

مدرسہ کے انتظامی جلسوں میں آپ اپنا اور ذاتی کام بالائے طاق رکھکر شرکت فرماتے تھے اور ہمیشہ مدرسہ کی ترقی کے لیئے فخر قوم اور محترم سکرٹری (رائے شنکر پرشاد صاحب بی اے) وغیرہ کے ساتھ مشورہ فرماتے تھے۔ کوشش یہ تھی کہ تبادلۂ خیالات سے حتی الامکان مدرسہ کو فائدہ پہنچے۔ اور مدرسہ کی اسکول کی

شکل میں ترقی کرے ۔ آپ کے مدرسہ اور اسکی تعلیم کیساتھ دلچسپی لینے کی وجہ سے
آپ کو قومی اراکین جلسۂ انتظامی مدرسہ نے دوامی صدر نشین LIFE PRESIDENT
مقرر فرمایا تھا ۔

تعلیم نسواں

اراکین مجلس انتظامی نے حالیہ زمانہ کے لحاظ اور ضرورتوں کو مدنظر رکھکر
تعلیم کی سیرابی کو لڑکوں تک ہی محدود نہیں کیا بلکہ لڑکیوں کو بھی پردۂ
ظلمت سے تعلیم کی روشنی میں لانے کی غرض ایک مدرسہ مدرسہ نسواں شاخ مدرسۂ
مفید الانام کے نام سے ۱۸۹۶ء م ۱۳۱۴ف میں قائم کیا ۔ یہ آغاز میں رائے
پران لال صاحب کے مکان میں بادائی کرایہ رکھا گیا ۔

اسکے معتمد صاحب مدرسۂ مفید الانام ہی کی نگرانی تھی اور انتظام کمیٹی مدرسہ
ہی کے تحت تھا ۔ لیکن چند سال کے بعد مالی مشکلات کی وجہ کرایہ ادا نہ ہوسکا
اور اخراجات نہیں چل سکتے تھے تو آپ نے جلسۂ انتظامی منعقدہ ۲۸ آذر ۱۳۲۹ف
میں اپنے مکان میں ایک حصہ دیکر حسب حال تعلیم جاری رکھنے کا اعلان فرمایا
اور دوسرے ہی دن اسکا انتظام ہوگیا اور بتاریخ غرہ دے ۱۳۲۹ف مدرسہ آپکے
مکان میں منتقل ہوگیا ۔ اور آپ بہ نفس نفیس اسکا انتظام فرماتے رہے ۔ آپکے بکوشش
تمام رانی بزو بائی صاحبہ سے ایک شکرام اور بیل لیا ۔ جنہوں نے قومی لڑکیوں
کی تکالیف آمد و رفت کا احساس کرکے عنایت فرمایا ۔ ایک عرصہ تک آپ ہی
کی نگرانی رہی تعلیم کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کو امور خانہ داری اور سینا پرونا سکھایا
جاتا تھا ۔

قومی ترقی کے لئے مدرسہ پہلا زینہ تھا اسی سلسلہ میں ترقی کے میدان میں ایک
اور قدم بڑھایا یعنی بورڈنگ بھی قائم کیا اور اسکا افتتاح ۵ سرماہ ۱۳۰۹ف کو
عمل میں آیا ۔ اسکی نگرانی ایک کمیٹی کے سپرد ہوئی راجہ صاحب ہی اس کمیٹی کے تھے

مدرسہ اور بورڈنگ کی ضرورت کے بعد ایک اور ضرورت لاحق ہوئی۔
.... وہ یہ ہے کہ جہاں تک مواد فراہم ہوا ہے اس سے پتہ چلتا ہے
کہ ایک فنڈ موسومہ "برہم چیتری فنڈ" ۱۳۱۱ف میں قایم ہوا۔ اس فنڈ کے
سرمایہ کا وجود زیادہ تر قومی چندوں پر مشتمل ہے۔ یعنے اس فنڈ سے وظیفہ دے کر
غریب نادار قومی طلباء کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیئے بیرون ملک بھیجا جاتا ہے اور
آپ بھی اس فنڈ کے ایک عرصہ تک رکن جلسۂ انتظامی اور بعد میں دو دفعہ ۱۳۲۲ف
لغایت ۱۳۲۶ف اور پھر ۱۳۲۸ف لغایت ۱۳۳۰ف میر مجلس بھی رہے اور مالی امداد بہ شکل
اسکالرشپ سے دریغ نہیں فرمایا۔
اس فنڈ کے ضمن میں آپ نے مورخہ ۱۳۲۱ف کو ایک فنڈ بنام "بیوہ فنڈ"
قایم فرمایا اور آپنے اپنی روشن خیالی اور فیاض طبعی کا ثبوت دیا۔ اپنی والدہ
محترمہ و مکرمہ کے سرگباش ہونے کی یادگار میں ایک ہزار روپیہ چندہ مرحمت فرما کر
یہ شرط عائد فرمائی کہ اسکے منافع سے قومی بیواؤں کو امداد دیجائے اور اصل رقم
کا کوئی جزو خرچ نہ ہونے پائے۔
ان سب کے علاوہ ایک سوسائٹی بھی قایم کیگئی جسکا نام چھترنارکوا پرچارنی سبھا
ہے۔ جو ایک زندہ قوم کے لئے ازبس ضروری ہے اسکا قیام ۱۳۲۳ف میں ہوا ایک
عرصہ تک راجہ صاحب اسکے بھی میر مجلس رہ چکے ہیں۔ ایک لائبریری مدرسہ کے
مکان میں ہے جسکے کتب قومی طلبہ کو پڑھنے دئے جاتے ہیں جسکے سکرٹری راجے
پہیم رائے صاحب بی۔ اے ہیں۔
ان سب کاموں کی تکمیل کے لئے آپ اپنا فرصت کا وقت بخوشی تمام
نذر کیا کرتے تھے۔ اور آپ کو ان کاموں سے بیحد دلچسپی تھی۔ چنانچہ جب راجہ صاحب
کا انتقال ہو گیا تو مدرسہ کی مجلس انتظامی نے ایک غیر معمولی اجلاس منعقدہ

۳۱ امرداد ۱۳۴۳ف میں جو رزولیوشن پاس کیا ہے اُسکے الفاظ یہ ہیں:-

نقل المنقول رزولیوشن منظور کردہ مجلس انتظامی مدرسہ مفید الانام ہم

منعقدہ ۳۱ امرداد ۱۳۴۳ف

راجہ تیج رائے صاحب میر مجلس مجلس ہذا کے بے وقت انتقال نے صدمہ جانکاہ و ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے وہ ضبط تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ مرحوم کی دیرینہ قابل قدر خدمات اور کاروبار مدرسہ میں انکا دلی انہماک انکی یاد ہمارے افسردہ دلوں سے محو نہیں کرا سکتا جس شوق اور دلچسپی سے مرحوم نے مدرسہ کے خدمات انجام دئے ہیں اور اسکی ترقی اور خوشحالی میں عملاً جو حصہ لیا ہے اسکے مدنظر مجلس محسوس کرتی ہے کہ اسکا ایک نہایت ہی کارگزار اور قابل میر مجلس اور مدرسہ کا زبردست معاون جاتا رہا۔ اس حادثہ جانکاہ کی سوگواری میں کل بتاریخ یکم شہریور ۱۳۴۳ف روز سہ شنبہ مدرسہ اور اسکی متعلقہ شاخ مدرسہ نسواں کو جس کو عرصہ تک مرحوم نے اپنی خاص نگرانی میں رکھا تھا عام تعطیل دیجائے۔ اور مجلس انتظامی کا رزولیوشن پس ماندگان مرحوم کی خدمت میں مجلس کی دلی ہمدردی کے ساتھ روانہ کیا جائے۔ فقط

شرح دستخط شنکر پرشاد بی۔ اے

معتمد اعزازی مدرسہ ہذا

رزولیوشن کے ہر لفظ سے راجہ صاحب کی عظمت اور قوم کے ساتھ محبت اور مدرسے اور اُسکی تعلیم سے شوق و دلچسپی کا ثبوت ملتا ہے سچ تو یہ ہے دنیا جسقدر جلد بھول

اور قابل ترین اشخاص کو کھو دیتی ہے اسقدر جلد پیدا نہیں کر سکتی آپکے علمی کارنامون
صحیفۂ آسمانجاہی یادگار ہے جسمیں نواب سر آسمانجاہ مرحوم و مغفور
کا سفرنامۂ یورپ شامل ہے ۔ افسوس ہے کہ اب یہ کتاب اوٹ آف پرنٹ ہے

باب (۷)

صحیفۂ آسمانجاہی

نواب سر آسمانجاہ کا انتقال جب صفر ۱۳۱۶؁ ہجری میں ہوا اسکے بعد ایک روز
آپ اچانک زینہ سے گر گئے جس سے کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ جیسا کہ قبل ازیں کسی
باب میں بتلایا گیا ہے۔ ایک ماہ سے زیادہ آپ فرش رہنے کے بعد جب آپ کو
صحت کلی حاصل ہوئی پھر بھی معالج ڈاکٹر کی رائے تھی کہ آپ بالکل آرام حاصل کریں
لیکن آپ کو ہمیشہ بیکاری سے نفرت تھی اسلئے آپ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر مرحوم و مغفور
کی سوانح عمری شرح و بسط کیساتھ لکھنے کا خیال پیدا ہوا جسکی وجہ زیادہ تر یہی تھی
جو وقت بیکاری میں صرف اور رائیگاں جائے اس سے بہتر کہ وہ وقت کسی اچھے
کام میں صرف کیا جائے تو اسوقت بلحاظ تعلق قدیم نہ جو اس بارگاہ ابد مدت سے
اس خاندان کو پانچ پشت سے ہے۔ خصوص نواب سر آسمانجاہ نے جس پدرانہ شفقت
سے آپ کو پرورش فرما کر سرفراز و ممتاز فرمایا تھا۔ اسکو فراموش کرنا سراسر کور نمکی تھی

لہ - اسکا ذکر آئندہ باب میں آئیگا ۱۲

اسلئے آپ نے ایک مکمل سوانح عمری نواب سرآسمانجاہ مرحوم و مغفور صفر ۱۳۱۲ھ
میں لکھنا شروع کیا اور نہایت محنت اور جانفشانی سے آخر اس کام کو تکمیل
کیا۔ اس کے لئے جو کچھ مواد فراہم کیا گیا تھا وہ بہت دشواریوں اور کوششوں
کے ساتھ۔

صحیفۂ آسمانجاہی کی تصنیف میں آپکے لایق دوست رائے فال بہادر صاحب
متوفی نے اپنا قیمتی وقت صرف کرکے بیحد امداد دی - یہ کتاب دو حصوں پر
منقسم ہے۔

حصۂ اول میں پوری سوانح عمری معہ حالات اُمرایان پائیگاہ اور عہد
مدارالمہامی نواب سرآسمانجاہ کے اصلاحات اور مختلف واقعات نواب صاحب کے
مختلف سفروں کی کیفیت حالات اور موت درج ہے۔

حصۂ دوم میں نواب صاحب مرحوم و مغفور کا سفرنامۂ یورپ (جو بغرض
جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند منعقد ہوا تھا)

یہ سفرنامہ نواب صاحب کا خاص قلمی ہے اسمیں بلجیم، ڈنمارک، فرانس
جرمنی، سوئٹزرلینڈ، وغیرہ ممالک کے جدید واقعات روزنامچہ کی شکل میں
تحریر کئے گئے ہیں۔ ایسے دلچسپ ہیں کہ دیکھنے سے خاص لطف حاصل ہوتا ہے بمصداق

ذکر العیش نصف العیش

یہ کتاب باجازت حضرت بادشاہزادی بیگم صاحبہ قبل طبع کرائی گئی تھی اور
اسکی رجسٹری بھی باضابطہ ۱۳۱۲ف میں ہوئی کتاب شایع ہونے کے بعد راجہ صاحب
ملک کے تمام امرا و عہدہ داران (جن سے راجہ صاحب کو ذاتی طور پر ملاقات کا
فخر حاصل تھا) کی خدمت میں تحفتاً بھیجدیا۔ ملک کے نامور اخبار مشیر دکن۔ اخبار
جام جمشید۔ عثمان گزٹ۔ صحیفہ روزانہ نے جو ریویو فرمایا ہے اُس کا اقتباس ہے

اخبار مشیر دکن ۔ مورخہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۲۱ ہجری

امرائے ملک کی سوانح عمریوں میں نواب سر سالار جنگ اعظم کی سوانح عمری کے بعد یہ دوسری سوانح عمری ہے۔ جو راجہ تیجرائے صاحب نے بڑی قابلیت کے ساتھ نواب سر آسمانجاہ مرحوم کی لکھی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں نواب صاحب کے خاندان۔ انکی ولادت اور ان کے زمانہ مدار المہامی کا حال اور دوسرے حصہ میں انکے سفر یورپ کا روزنامچہ درج ہے۔ مصنف نے کتاب کی تدوین اور ترتیب میں بڑی محنت اٹھائی ہے۔ لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے۔ نواب سر خورشید جاہ مرحوم اور نواب وقار الامرا مرحوم کے جانشینوں کو اگر یہ مشورہ دیا جائے کہ وہ بھی انکے حالات زندگی قلمبند کرانے کی جانب متوجہ ہوں تو خاندان امیر کبیر کے تین سر برآوردہ اور نامی گرامی ممبروں کی سوانح عمریاں ہمارے ملک کے لٹریچر میں آسانی کے ساتھ مہیا ہو سکتے ہیں۔ بہرحال راجہ تیجرائے صاحب بہادر کی ہمت اور انکا حوصلہ لائق ستایش ہے کہ انہوں نے صحیفۂ آسمانجاہی لکھکر اس بات کی کوشش کی ہے کہ نواب سر آسمانجاہ مرحوم کی بیگم صاحبہ کو راجہ صاحب کی اس مخلصانہ کوشش کی قدر و منزلت کرنی چاہیئے۔

اخبار جلوۂ محبوب

صحیفۂ آسمانجاہی ۔ اس نام کی ایک ضخیم الحجم کتاب ہمارے معزز عنایت فرما رائے تیجرائے صاحب (جو اس ریاست کے ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ و لائق نوجوان ہیں) نے بغرض ریویو روانہ فرمائی ہے۔ اسمیں نواب سر آسمانجاہ مرحوم و مغفور سابق وزیر اعظم ریاست دکن کے حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں اور اسکے ساتھ نواب صاحب ممدوح کا سفر نامۂ یورپ (جس کو خود نواب صاحب ممدوح نے تحریر فرمایا تھا) بھی شامل ہے۔ علاوہ بریں کیقدر ان رسل و رسائل کا ترجمہ بھی یکجائی

جو اکثر معزز ان پارلیمنٹ اور بعض ڈیوک اور لارڈ آف انگلینڈ نے نواب صاحب مغفور کو
کو دوستانہ طریق سے لکھے تھے۔ واقعی اس کتاب کی تالیف میں لائق مولف نے اپنی
جدت پسند طبیعت کا نمونہ دکھلایا ہے جو ہر طرح قابل قدر ہے۔

اگر سچ پوچھئے تو یہ نقش دوم ہے جو سر آسمانجاہ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد دکن
کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ کیونکہ قبل ازیں صرف نواب سالار جنگ کی سوانح عمری
ایک تو انگریزی میں سید حسن صاحب بلگرامی نواب عماد الملک بہادر اور دوسری مولوی
چراغ علی صاحب اعظم یار جنگ مرحوم نے ترتیب دی تھی۔ اول الذکر کا ترجمہ تو
موسوم بہ **مرقع عبرت** مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ نے لکھا ہے مگر دوسری
تا ہنوز ترجمہ کے لباس سے محروم ہے۔ اسکے بعد اگر دیکھئے تو اسی صحیفۂ آسمانجاہی کا
نمبر ہے بلکہ بعض صورتوں سے اس نقش ثانی کا ڈہنگ اور انداز ہی نرالا ہے علاوہ
بریں کاغذ بھی عمدہ ہے تحریر بھی روشن اور جلی ہے۔ مگر قیمت کی کوئی تصریح نہیں"

اخبار جام جمشید - ۱۴ آبان سنہ ۱۳۱۲ ف

"درحقیقت یہ کتاب معلومات کا سرمایہ اور واقفیت کا خزانہ ہے۔ نواب سر آسمانجاہ
بہادر کی سوانح عمری ہے۔ لیکن فی الواقع ہمارے ملک کے بہت سے واقعات کا آئینہ
ہے۔ جناب راجہ صاحب نے جس عقیدتمندی اور خیر خواہی سے لکھا ہے وہ لفظ لفظ
سے ہویدا ہے۔ اور آپ کے اس دیوڑہی سے جو خاندانی و پشتینی تعلقات ہیں ان
لحاظ سے آپ نے ادائی حق نمک میں بہت کچھ کوشش کی ہے۔

نواب صاحب کی زندگی کے جو واقعات خوبی اور وضاحت سے لکھے گئے ہیں
وہ درحقیقت قابل قدر ہے۔

بمبئی اور کلکتہ اور انگلینڈ مدراس وغیرہ کی سیر و سیاحت کے دلچسپ حالات نہایت
وضاحت سے لکھے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں یوروپین دوست اور ممبران پارلیمنٹ

اور بڑے بڑے سر برآوردہ انگریزوں کے گفت و شنود خط و کتابت کے مراسلے بھی اردو میں دئے گئے ہیں - فی الواقع یہ کتاب نہایت دلچسپ اور عمدہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے - کاغذ عمدہ درجہ اول کا ہے چھپائی عمدہ ضخامت ۵۱۲ صفحہ ہے مگر کوئی قیمت نہیں رکھی گئی ہے کہ جس سے عام شائقین کو فائدہ بہم رسی کتاب میں دقت ہوگی۔

اخبار صحیفہ روزانہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ

یہ پانسو تیس صفحے کی ضخیم سوانحعمری جسمیں نواب رفعت جنگ بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر کے حالات مرقوم ہیں شروع کتاب میں نواب صاحب موصوف کا فوٹو بھی ہے رائے تیجرائے صاحب معین مجلس مجلس انتظام پائیگاہ نواب سر آسمانجاہ بہادر مصنف صحیفۂ آسمانجاہی نے اپنی تصنیف کا ایک نسخہ ازراہ کرم دفتر صحیفہ میں بغرض تنقید روانہ فرمایا ہے - کتاب چونکہ حیدرآباد میں چھپی ہے اسلئے اسکی لکھائی چھپائی عمدہ کہی جاسکتی ہے اور چونکہ ایک حیدرآبادی کی تصنیف ہے اسلئے طرز تحریر و انداز بیان بھی بہتر سمجھا جاسکتا ہے - کتاب خوب مرغوب دلچسپ اور حالات مختلفہ سے مملو ہے - کتاب پر قیمت وغیرہ درج نہیں غالباً شوقیہ طور پر احباب کو تحفۃً دینے کے لئے چھپوائی گئی ہے۔

عثمان گزٹ

میں جس کتاب پر ریویو کرنے کو ہوں وہ ایک ایسی نادر اور اپنی نظیر آپ ہی ہے اور جیسے دلچسپ اور پر اثر و عجوبہ واقعات کو مسلمانان ہند کے لئے ایسے معزز و برتر شخص سے تعلق ہے جنکو صرف ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے اعلیٰ اور ممتاز ناميوں اور مشاہیر میں ایک اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے اس کتاب میں جس کا نام صحیفۂ آسمانجاہی ہے سب سے زیادہ دلچسپ لندن کے امراء و روساء

وارکان ہاؤس آف لارڈز و خود ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند کی ملاقات و آداب دربار وسلطنت سے تعلق ہے جس کے پڑھنے سے اخلاق و آداب اور لوازمات شاہی کی معلومات میں ایک گونہ ترقی کے رمق پیدا ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں لندن و یورپ کے دیگر مشہور مقامات کے دلچسپ منظروں کا مفصل بیان ایک اور ہی دل لبھانے والا سامان بہم پہنچاتا ہے۔ اور سب سے زیادہ اسلامی عظمت کی ترقی دینے والی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ اس لاجواب کتاب میں تاریخ آصفیہ کا ایک مفصل جزو بھی واقعات سے مرتب ہوتا ہے۔ جو خصوص رعایائے گورنمنٹ کے لئے ہرگز گہری دلچسپی سے بعید نہ ہو گا۔ بلکہ جس وقت وہ یہ سنیں گے (کہ یہ سوانحمری حالات سفر یورپ وغیرہ عالیجناب اعظم الامرا امیر کبیر نواب سر محمد مظہر الدینخان بہادر رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک سر آسمانجاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای) سابق وزیر اعظم ریاست نظام حیدرآباد دکن کی ہے جو علاوہ اپنے منصب جلیلہ کے حضور نظام کے ماتحت تقریباً ۳۰ لاکھ روپیہ کے اسٹیٹ کے محاصل کے فرمانروا تھے۔ اور جبکہ فاضل مصنف عالیجناب راجہ تیج رائے صاحب بہادر رکن مجلس انتظامی پائیگاہان (یعنے ریاست ماتحت ریاست گورنمنٹ نظام) و مہتمم خزانہ علاقہ نواب صاحب مرحوم و مغفور سر آسمانجاہ موصوف ہیں تو خود ہی اسکی ثناخوانی کرینگے۔ چونکہ آپکے تعلقات خاندانی آسمانجاہی سے نہایت قدیم ترین ہیں اور آپنے جن معلومات اور مادہ کو منضبط کرتے ہوئے جس محنت سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے وہ کسی دوسرے شخص سے ناممکن تھا۔ ان سب امور کے علاوہ طرہ یہ کہ کتاب کی لکھائی چھپائی نہایت جلی اور خوبصورت کاغذ نہایت عمدہ دبیز سفید اور چکنا ہے۔ کتاب کی قیمت مقرر نہیں ہے۔ محض شوقیہ لکھی گئی ہے اور دوست احباب میں تحفتاً ارسال کیگئی ہے"

اوپر تو چند اخبارات کا اقتباس راجہ صاحب کی تالیف کی نسبت درج کیا جا چکا ہے۔ ریاست حیدرآباد کے اکثر عہدہ داروں اور اہل الرائے کی چٹھیات موجود ہیں جنہیں آپ کی اس محنت شاقہ کی نسبت اپنی قیمتی رائے ظاہر فرمائی گئی ہے۔ از انجملہ ایک دو چٹھیات کا ضروری اقتباس مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق پر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اقتباس چٹھی نواب محسن الملک بہادر معتمد اعزازی ایم۔ اے۔ او کالج علیگڑھ

مکرم بندہ رائے تیج رائے صاحب

آپ کا عنایت نامہ جو صحیفہ آسمانجاہی کی نسبت پہنچا۔ ممنون و مشکور کیا۔ اول تو میں آپ کے یاد کرنے کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ مجھے بھولے نہیں دوسرے جو کام آپ نے کیا اس سے ثابت ہوا کہ نواب صاحب مرحوم جو مہربانی اور محبت آپکے ساتھ رکھتے تھے اسکے آپ مستحق تھے۔ کسی نے نواب سالار جنگ کی لائف نہ لکھی۔ آپ نے حق خدمت خوب ادا کیا کہ نواب آسمانجاہ کی ایسی عمدہ لائف لکھکر اپنی لیاقت اور سعادت ثابت کی میں ضرور کسی وقت اس کتاب پر رائے اور ریویو لکھکر شایع کرونگا۔ والسلام

دستخط نواب محسن الملک

(۲) مولوی مشتاق حسین نواب وقار الملک بہادر اپنے ایک

رقعہ میں (جو علیگڑھ سے آیا تھا) تحریر فرماتے ہیں:۔

"الحمد للہ پس از مدت بسیار سرکار مرحوم ہی کے طفیل میں اس نصف ملاقات کی مسرت اور عزت حاصل ہوتی ہے۔ آج میں نے جناب کی تصنیف کا ذکر اخبار میں دیکھا جو سرکار کی سوانعمری کے متعلق ہے۔ مہربانی سے اہل مطبع کو حکم فرمائیے کہ

اسکا ایک نسخہ بصیغۂ ضروری وی پی اختر کے نام پتہ ذیل سے لطف فرمائیں

امروہہ صوبہ آگرہ اودھ

جو محبت اور نوازش کہ سرکار مرحوم و مغفور کو آپ سے تھی اُسکے لحاظ سے آپنے اپنا یہ ایسا فرض کفایہ ادا کیا ہے کہ سرکار کے تمام جان نثاروں اور ہوا خواہوں کی طرف سے آپ دلی شکریہ کے مستحق ہیں -

(۳) نقل خط مولوی مشتاق حسین نواب وقار الملک بہادر

امروہہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۲۱ ہجری یوم پنجشنبہ

جناب راجہ صاحب مخدومی و مکرمی راجہ تیھر ائے بہادر سلامت

تسلیم - گرامی نامہ اور اس خوبصورت اور ہر دلعزیز صحیفۂ آسمانخاہی کا شکریہ قبول فرمائیے - جو آپنے مہربانی سے لطف فرمایا ہے - ابھی تو میں نے تو ناہی ایک بہت ہی خوبصورت سی اور پائدار جلد باندہنے کے لئے اُس کو جلد ساز کے حوالے کیا ہے - تاکہ بدون جلد کے مطالعہ کے وقت خراب ہو - جب وہ میرے ہاتھ آئے میں اُس کو نہایت شوق سے دیکھونگا - اگرچہ میں ریویو نویسوں میں نہیں ہوں - لیکن اس کتاب پر ضرور کچھہ نہ کچھہ ریویو لکھونگا اور جس وقت میں نے اُسکے واسطے جناب کو تکلیف دی تہی اُسی وقت میرا خیال تہا کہ اگر ہوسکا تو ضرور اس پر ریویو لکھونگا اور اب جناب کے ارشاد کی وجہ سے یہ ارادہ مستحکم ہے والاتمام من اللہ -

میں کل یہاں سے سہارنپور جاتا ہوں اور وہاں سے لوٹ کر علیگڑھ جانا ہوگا - اس عرصہ میں کتاب مجلد ہوجاویگی اور اسکے بعد انشاء اللہ میں نہایت

خوشی کے ساتھ جناب کے ارشاد کی تعمیل اور اپنے فرض کے ادا کرنے میں مصروف ہونگا۔

اُمید ہے کہ مزاج سامی بخیریت ہوگا اور الحمد للہ کہ احقر بھی اچھی طرح ہے بارش البتہ یہاں ابتک نہیں ہے۔ گرمی بشدت اور خلقت پریشان ہے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر رحم کرے۔

مہربانی سے میرا ہدیہ سلام جناب مولوی حسین عطاء اللہ صاحب اور نرسنگراؤ صاحب کے خدمات عالی میں پہنچا کر ممنون فرمائیے۔ والسلام زیادہ نیاز
خاکسار۔ شتاق حسین

افسوس ہے کہ ایسی بہترین تصنیف نایاب اور آوٹ آف پرنٹ ہے اکثر عنایت فرماؤں کے خطوط اب بھی اس کتاب کی خواہش میں آتے ہیں۔ لیکن مجبوری ہے۔ اگر خواہش شائقین کی اسی طرح رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ طبع ثانی کا انتظام کیا جائے گا

باب (۸)
متفرق واقعات اور بعض دلچسپ حالات

ابتک جسقدر واقعات مختلف ابواب میں لکھے گئے ہیں وہ کافی ہیں مزید باب اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن دلچسپ اور اہم واقعات جن کا تعلق آپ کی زندگی سے ہو سکتا ہے ان کا یہاں پر عرض کرنا ضروری خیال کیا گیا۔

جب آپ کم سن تھے اُسی وقت سے آپ کی طبیعت میں بے انتہا سادگی تھی۔ تکلف نام کو نہیں تھا۔ ہمدردی کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ بچپن میں بعض وقت آپ سبق یاد نہ کرتے۔ تو میر حسن علی[1] صاحب دوسرے اُنکے ہم جماعت لڑکوں میں سے کسی ایک پر خفا ہوکر دو ایک کو بید رسید کرتے۔ آپ گھنٹوں روتے اور ہمیشہ سبق یاد کرنے کی کوشش کرتے جس لڑکے کو آپکی وجہ مار کھانی پڑتی اسکے ساتھ ہمدردی کرتے اور اُن سے وعدہ کرتے کہ میں آئندہ کبھی سبق نہ بھولوں گا اگرچہ یہ بات بظاہر معمولی نظر آتی ہے لیکن آگے چلکر یہی ہمدردی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ اگر اتفاقی طور پر آپ سے کوئی غلطی ہوجاتی عام اس سے کہ وہ کسی درجہ کا شخص ہو۔ جسطرح ممکن ہوتا تلافی مافات سے اسکو فائدہ پہنچائے بغیر نہیں رہتے تھے آپ کو ہمیشہ اپنی آمدنی اور خرچ کا بہت بڑا خیال رہتا تھا۔ کسی سے قرض لینا آپ ایک منٹ کے لئے بھی گوارا نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ دوسروں کی ضرورت پر جو کچھ ممکن ہوتا دریغ نہ فرماتے۔ کئی لوگوں نے ضرورت کے وقت آپ سے قرضہ لے کر خاموشی اختیار کی لیکن آپ نے کبھی کسی سے اسکا ذکر تک نہ کیا کہ فلاں شخص نادہند ہے یا میرا مقروض ہے آپنے جس دریا دلی سے اپنی صاحبزادیوں کی شادیاں کیں اسکو تو برادری کا بچہ بچہ جانتا ہے لیکن کبھی قرض لیکر دوسروں کے دست نگر نہ رہے۔ اگر ہفتہ عشرہ کے لئے کچھ لئے بھی تھے تو بغیر کسی تقاضے کے فوری طور پر ادائی کی فکر کی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کا اعتبار ہر جگہ تھا۔ آپ کی ساکھ بہت اچھی تھی۔ لین دین میں بالکل کھرے۔ خود کا اگر کچھ نقصان ہوا تو اسکی پروا بھی نہ کی لیکن دوسروں کا نقصان آپ کو گوارا نہیں تھا۔ اگر کوئی نوکر غلطی کرجاتا یا نقصان پہنچاتا تو صرف چشم نمائی کی حد تک آپ ناراض ہوتے۔ لیکن کبھی کسی کی ذات سے

[1] اردو فارسی کے اُستاد تھے۔ خدا انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے ۱۲

اپنے نقصان کی تلافی نہیں کرائی۔ عموماً اہلِ غرض صبح کے وقت آپ سے ملنے کیلئے آتے تھے۔ آپ میں ایک نایاب صفت یہ تھی کہ آدمی کو دیکھکر اس کے دل کا حال معلوم کرلیتے تھے۔ دروغ مصلحت آمیز اسی وقت سمجھ لیتے تھے۔ قیافہ شناسی کا ملکہ خوب تھا۔ اکثر اوقات صورت دیکھکر معلوم کرلیتے تھے کہ آنے والے کا مقصد کیا ہے۔ کئی وقت راقم نے اسکی آزمائش کی ہے اور ہمیشہ کے ملنے والے میرے اس بیان کی تصدیق کرینگے۔

آپ کے دوستوں میں رام سہائے صاحب کمندان تھے یہ صاحب راجہ تلجا پرشاد صاحب کے زمانہ سے آتے جاتے ہیں، پرانی وضع کے آدمی ہیں ان سے آپ کو بیحد خلوص تھا۔ روزانہ شام کے وقت انکی حاضری رہتی۔ آپ اخبار وغیرہ پڑہکر سناتے اگر کبھی کمندان صاحب مجبور کرتے تو شطرنج کی ایک آدھی بازی کھیل لیتے تھے۔ کمندان صاحب کو آپ کے مزاج میں بہت دخل تھا۔ لیکن کبھی انہوں نے اپنی کوئی عرض راجہ صاحب کی خدمت میں پیش نہیں کی۔ کمندان صاحب کی معرفت سینکڑوں روپیہ کا سالانہ کپڑا آتا تھا لیکن کبھی آپ نے قیمت دریافت نہیں کی۔ فرد پیش ہونے پر رقم ادا ہوتی تھی۔ علیٰ ہذا کمندان صاحب کی یہ حالت کہ گھر سے بڑہکر قیمت میں کوشش کرکے مال خریدتے اور لاکر دیتے تھے۔ آپ کو اپنے مرشد سری گرو ملناتھ مہاراج سے بیحد اعتقاد تھا جس قدر ممکن ہوتا سالانہ نذر مہاراج کے پاس سمستان کے لئے پیش کرتے تھے۔ سری گرو مہاراج کا حکم کبھی ٹالنے کی جرأت آپ نے نہیں کی۔ زمانہ حال کی تعلیم نے آپ پر مادیت کا جادو نہیں کیا تھا آپکو ہمیشہ روحانیت پسند تھی۔ سری گرو مہاراج انکے صاحبزادے جب کبھی بلدہ تشریف لاتے اپنے گھر میں لاکر عقیدت سے انکی خدمت کرتے۔ سری گرو مہاراج کے بھجن پوجن انوچرن میں برابر شامل ہوتے تھے۔ سری گرو مہاراج کی پورن کرپا آپ کے حال

پر تہی اور سری گرو مہاراج کی روحانی تعلیم سے ہمیشہ یہ خاندان فیضیاب ہوا ہے
جب سری گرو ملناتہہ مہاراج نے دیہہ تیاگ کیا۔ اُسوقت راجہ صاحب کو دلی صدمہ
ہُوا اس استان کو ہر طرح سے اپنی ناچیز بھینٹ سے اپنی عقیدتمندی کا ثبوت
دیتے رہے آپ اپنے صاحبزادوں کے پے در پے داغ مفارقت کی وجہ جب ویرناتھ
رائے طولعمرہ پیدا ہوئے تو ۱۳۱۱ھ میں بغرض ادائی منت اوسہ پنڈ ہر پور تشریف
لے جسا کرواسی میں بھی ہوتے ہوئے بلدہ رونق افروز ہوئے۔ آپکی ہمراہی
میں پورا خاندان تہا۔ اسکے بعد ۱۳۲۳ھ میں بغرض ادائی منت فرزند ملناتہہ رائے
طولعمرہ اوسہ پنڈ ہر پور تشریف لیگئے تھے۔ اور گرو باباکی شادی کے لیے ۱۳۲۱ھ
میں نگر کو تشریف لے گئے۔ آپ جب پہلی مرتبہ علیل ہوئے تہے۔ سری گرو ملناتہ
مہاراج نے آپکی صحت اور سلامتی کے لئے بیحد کوشش فرمائی تہی۔ ایشور کی عبادت
کیسا تہہ آپنے سری گرو مہاراج کے پریم میں اپنے دونوں فرزندوں کا نام ویرناتھ
رائے اور ملناتھ رائے رکھکر سچی عقیدت کا ثبوت دیا ہے۔ سری گرو مہاراج کے
ارشاد پر آپ پنڈ ہر پور وغیرہ جاکر آئے۔ اسی طرح سادہوؤں اور فقیروں سے
بھی آپ کو بیحد اعتقاد تہا۔ بھٹ جی بالو مہاراج اکثر فرصت کے اوقات میں
تشریف لاکر اپنے بیش بہا بھجن اور اپدیش سے آپ کو مستفیض کرتے تھے اُسوقت
آپ کو جو حالت رہتی تہی وہ قابل بیان نہیں۔ ایک ایک بھجن سنکر آپ پر رقت
طاری ہوتی تہی۔ جس سے صفائی قلب کا پتہ چلتا ہے۔ جب دنیا کی بے ثباتی اور
ایشور پریم کے منوہر بھجن سناتے تھے آپ پر گھنٹوں محویت کی حالت طاری رہتی
تہی۔ بعض فقرا اہل دل بہی ملنے کے لئے تشریف لاتے تہے اور روحانی فیض سے

لہ سن دیہہ تیاگ ۹ ۲ رجب ۱۳۳۲ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۱۴ء
لکہ راجہ صاحب پنڈ ہر پور بغرض درشن سری وٹھوبا ، دو دفعہ تشریف لیگئے تھے ۱۲

آپ کا دل مملو ہوتا تھا۔ خصوص انتقال کے دو ایک سال پیشتر آپ کی عجیب حالت ہو گئی تھی۔ ہمیشہ ایسی کتابیں مطالعہ میں رکھتے تھے جو ایشور کے پریم اور بھکتی رس میں ڈوبی ہوئی رہتی تھیں۔ دنیوی معاملات سے دل ہٹ رہا تھا۔ خاموشی کے ساتھ روحانی مدارج طے ہو رہے تھے اسکو بعض محسن کش خود غرض ہوا کے آشنا دوست نما دشمنوں نے جنون کا لقب دیکر اچھی بری جگہ بدنام کرنا شروع کر دیا تھا جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو بہت دیر تک مسکراتے رہے۔ اور فرمایا کہ جب سورج اور چاند کو گہن لگتا ہے تو ہم کس شمار و قطار میں ہیں۔ پھر فرمائے کہ ع

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

کئی کوتاہ اندیش اور خود غرض لوگ ہمارے بعض عزیز و اقارب کے دل میں کدورت پیدا کر کے راجہ صاحب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہے لیکن کسی نے سچ کہا ہے کہ کسی تالاب یا جھیل میں اگر پتھر ڈالو تھوڑی دیر کے لئے پانی اچھل جائے گا لیکن پھر دیکھو تو پتھر پانی کی تہ میں ہوگا اور تالاب کا پانی اسی سکون کے ساتھ لہریں لے گا جیسا کہ پتھر ڈالنے کے قبل بہتا تھا۔ پانی میں لٹھ مارنے کی کوشش جب عبث ثابت ہوئی تو منہ تکتے رہ گئے۔

بعض معاملات میں آپ کو رازداری کو کام میں لانا پڑتا تھا۔ اکثر آپ اس مقولے کے پابند تھے "Confidence and Secrecy should strictly be observed."

طریقہ یہ کہ جس شخص کی جو بات ہو وہ اسی کی حد تک رہتی اسکی خبر دوسرے کو نہیں ہونے پاتی تھی۔ چنانچہ رگھناتھ راؤ صاحب محاسب مجلس عموماً پیشی میں حاضر رہتے ان پر آپ کا بیحد اعتبار تھا۔ جو کام ان سے لینا مقصود ہوتا اسی حد تک لیتے تھے دوسرے کاموں کی انکو خبر نہ ہوتی تھی۔ آپس کے لڑائی جھگڑے اور مقدمات

کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ کئی معاملات پنچوں کے ذریعہ طے کرانے کے لئے آپنے فریقین کو مجبور کیا جس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ ہزاروں روپیہ کے نقصان سے فریقین بچ گئے۔ آپ نے بعض عزیز و نیز خاندان کیا تھا عین موقع پر بے حد ہمدردی فرمائی۔ ضرورت کے وقت کسی کو واجبی امداد سے مایوس کرنا آپ کے لئے سخت تکلیف دہ تھا۔ آپ پائیگاہ کے میر مجلس اور جاگیردار اور سرکار عالی کے منصبدار اور نظم جمعیت سرکار عالی کے سررشتہ دار اور قومی مدرسہ کے میر مجلس تھے لیکن کبھی غرور یا نخوت آپ کی طبیعت میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ ظاہر داری یا نمود و نمایش سے آپ کی طبیعت کوسوں دور تھی۔ خوشامد یا چاپلوسی کی نسبت آپ کا قول تھا کہ (اس عادت سے آدمی بیوقوف بنتا رہتا ہے) وقت کی پابندی کا بہت بڑا خیال تھا۔ ہر کام وقت مقررہ پر ہونا آپ کی عین خواہش رہتی تھی ان تمام امور کے علاوہ خانگی کام روزمرہ انجام پاتا تھا بذات خود حساب کتاب کی جانچ فرماتے تھے۔

صحت جسمانی کا بہت بڑا خیال رہتا تھا۔ راقم کو ورزش کرنے کی ہدایت ہمیشہ دیتے تھے اور خود سینڈو کے ڈمبلس برابر کیا کرتے تھے۔ بہر حال آپ کی زندگی مکمل گرہست آشرم کی تھی۔

ایک اور خاص بات جو قابل بیان ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا چہرہ رعب دار تھا۔ آنکھوں کی حالت یہ تھی کہ کوئی شخص آنکھیں ملا کر بات نہیں کرسکتا تھا۔ تاہم آپکی کوشش تھی کہ اہل غرض اپنا مدعا آسانی کے ساتھ بغیر کسی خوف و جھجک کے بیان کرسکے۔

جب آپ محکمۂ مجلس کے اجلاس پر تشریف فرما ہوتے۔ اجلاس کی ایک شان نظر آتی تھی۔ ہر جگہ خاموشی کا عالم طاری رہتا تھا۔ لوگ چپ چاپ اپنے

کام میں منہمک نظر آتے تھے۔ جب آپ گھر پر رہتے تو بہت لوگ خاموش رہکر اپنا فرض انجام دیتے۔ تعصب کو آپکی طبیعت میں مطلق دخل نہیں تہا اگر اہل ہنود کو انکے تہواروں پر انعام دیتے تھے تو اہل اسلام کو عیدین کیوقت انعام سے محروم نہ رکہتے غریب غرباء کی پرورشکی کا لحاظ آپ کو خاص طور پر تہا کسی ملازم کے پاس اگر کوئی میت ہو جائے تو کبھی دس روپیہ سے کم امداد نہیں کرتے تہے۔ آجتک کسی کی غیر حاضری یا جرمانہ وضع نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ابہی تک غریب ملازمین ایسے رحم دل سردار کو یاد کرکے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں۔

کچھ دنوں اسطرف ناتوانی سے پیر میں سخت درد ہوتا تہا۔ لیکن ضبط کی یہ حالت ہتی کہ کسی کو معلوم تک نہ ہوتا تہا کہ آپ کسی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

آپکے ملاقاتیوں میں مانک راؤ صاحب جاگیردار پائیگاہ خورشید جاہی قابل ذکر ہیں بحیثیت مورخ کے صاحب معز ہمیشہ اپنے معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جب کبھی صاحب معز تشریف لاتے گھنٹوں تبادلۂ خیالات میں گذرجاتے صاحب معز کے غائبانہ آپ فرماتے تھے کہ اس قابلیت کے اشخاص ہمارے ہندؤں میں ڈہونڈہے سے بہی نہیں ملتے۔ آپ کا وجود باغنیمت ہے برائے بالکشن راؤ صاحب سابق میر مجلس اسٹیٹ راجہ رائے رایاں بہادر وقتاً فوقتاً تشریف لاتے تہے جس کسی کے معاملہ میں آپ سے انہوں نے سفارش کی آپ نے کبھی انکار نہ کیا۔ جب راجہ صاحب کے انتقال کی خبر آپ کو معلوم ہوئی تو بے حد صدمہ ہوا۔ بچوں کو پرسا دیتے وقت آپ بہت دیر تک آنسو بہاتے رہے اور راجہ صاحب کے اوصاف کو یاد کرتے رہے۔

بادشاہ وقت کی اطاعت اور وفاداری کے متعلق راقم سے بیان فرماتے تھے کہ حضرت غفران مکان کی ہردلعزیزی رعایا میں اس قدر بڑھگئی تہی کہ ہرسال سالگرہ

کے جشن نہایت خلوص اور عقیدتمندی کے ساتھ منائے جاتے تھے ہماری قوم (برہم چھتریوں) نے بھی شعبان ۱۳۵۱ھ ہجری میں اس سالگرہ کی تقریب میں حصہ لیکر ایسا جشن منایا جسکی یاد کبھی دل سے محو نہیں ہو سکتی۔

فخر قوم راجہ بنسی لال متوفی اس جلسہ کے بانی تھے۔ ملک پیٹھ میں سرور نگر ریلوے اسٹیشن کے پاس (جہاں راجہ بنسی لال صاحب کا باغ تھا) یہ جشن منایا گیا۔

حضرت غفران مکان کو سواری باد بہاری ٹاپ میں رونق افروز ہوئی تھی۔ برہم چھتری قوم کے معززین ٹاپ اٹھائے ہوئے تھے۔ جس وقت تخت شاہی (نشست گاہ جو خاص طور پر بنائی گئی تھی) پر حضرت اقدس و اعلیٰ رونق افروز تارا منڈل کے ذریعہ سلامی دیگئی۔ غبارے چھوڑے گئے روشنی کی یہ حالت تھی کہ دن کا دھوکہ ہو رہا تھا۔

سونے چاندی کے پھول فرق مبارک پر سے نچھاور کئے گئے ایڈریس پیش ہونے پر حضرت اقدس و اعلیٰ نے جو جواب اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا۔ اس کا ایک ایک لفظ قوم کے دلوں میں حضرت اقدس و اعلیٰ کی محبت پیدا کر رہا تھا۔

اسی جوش وفاداری میں راجہ بنسی لال بہادر نے اپنا باغ ملازمان بارگاہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا۔ قوم کے تمام افراد نے نذریں پیش کیں اعلیٰ حضرت نے نہایت خوشی کے ساتھ نذروں کو قبول فرما کر ہماری قوم کو مرہون منت فرمایا۔ گویا یہ جشن قومی تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھا جائیگا۔

اگرچہ محترم نانا صاحب نے کامل فصاحت کیا تھا اس واقعہ کو بیان فرمایا تھا۔ لیکن بخوف طوالت میں اختصار کے ساتھ حوالہ قلم کر رہا ہوں۔

اس جشن میں دیگر معززین کیساتھ آپنے بھی بہت حصہ لیا تھا۔ آپکے فرمانیکا مقصد

یہ تھا کہ ہمیشہ اپنے بادشاہ اور ملک کے ساتھ وفادار رہو اور محبت کرتے رہو۔

برہم چھتریوں کے ایڈریس کے جواب میں حضرت اقدس و اعلیٰ نے جو تقریر دلپذیر فرمائی تھی وہ یہ ہے۔

اے میری عزیز رعایائے قوم برہم کشتری!

تمہارا ایڈریس جو تمہاری موروثی وفاداری کا صداقت نامہ ہے اس کو میں نے بہت خوشی کے ساتھ سنا۔ میرے خیالات تمہاری نسبت بالکل ویسے ہی ہیں جو تمہارے بزرگوں کی نسبت میرے بزرگوں کے تھے اور میں بہت خوش ہوا کہ تم بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہو اور اس کو اپنا موجب فخر و ناز سمجھتے ہو۔ حتیٰ کہ تم نے بہ وفور محبت مجھے اپنا محبوب اسم بامسمیٰ قرار دیا ہے۔ مگر میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بھی تمہارا سچا محب ہوں اور جیسی تم وفاداری اور اطاعت گزاری پر ہمہ تن آمادہ ہو اسی طرح میں بھی تمہاری بہبودی اور شکر گزاری کا بہ دل خواہاں ہوں

مطلع آصف

وفادار جو ہو نمک خوار ہو کر رہے گا نہ ہرگز کبھی خوار ہو کر

سر برین ایجرٹن صاحب کے جلسۂ الوداعی کے چندے میں سے کچھ رقم خرچ ہونے سے باقی رہ گئی تھی اس کا بہترین مصرف آپ نے یہ نکالا کہ ایک تعلیمی وظیفہ ایجرٹن اسکالرشپ کے نام سے جاری کیا۔ ایک طالب علم مسمی قاضی سید احمد صاحب ساکن ضلع چنگوپہ علاقہ پائیگاہ کے نام ماہانہ صہ وظیفہ اجرا ہوا۔ یہ صاحب میٹرک کامیاب تھے۔ انکو کتب وغیرہ بھی اسی گنجایش سے دلوائے گئے اور انہوں نے عثمانیہ بی اے میں نہایت قابلیت سے کامیابی حاصل کی۔

اس واقعہ سے آپ کی علم دوستی اور بہترین مذاق کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔

راجہ بنسی لال بہادر کا انتقال ۱۳۱۹ہجری میں ہوا۔ راجہ تیجرائے صاحب نے اخبار مشیر دکن میں راجہ صاحب معز کے حالات اور قومی خدمات کا حال شایع کروایا۔

آپ کی داد و دہش کی یہ حالت تھی کہ کبھی کسی کو آپ نے پانچ روپیہ سے کم خیرات نہیں کی اس سے زیادہ کے لئے اپنے دفتر کے صدر محاسب صاحب کے نام حکم صادر فرماتے۔

بنکورہ (بنگال) کے قحط زدہ لوگوں کی تصویر آپ نے رسالہ تاج میں بھی اپیل پر کر بہت متاثر ہوئے۔ اسی روز (۱۰۰) روپیہ کا منی آرڈر انتظامی کمیٹی کی خدمت میں بھجوا دیا۔ اسی طرح مصیبت زدگان ملابار کی امداد کے لئے (۱۰۰ کلدار) کیلاش ناتھ صاحب واگرے وغیرہ کے وفد کے حوالہ کئے گئے۔

سیکڑوں قسم کے گداگر آتے تھے۔ لیکن آپنے کسی کو بھی مایوس نہیں کیا بچوں کی تعلیم تربیت، تہذیب اور اخلاق کی نگرانی خاص طور پر فرمایا کرتے تھے راقم کو نانا صاحب کی تعلیم و تربیت کا پورا فخر حاصل ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوتی تو صرف فہمایش پر اکتفا کرتے۔ یہ فہمایش بہت موثر ہوتی تھی جس سے دوبارہ پھر کبھی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ راشی، مکار، جھوٹے، آدمی سے آپ کو ہمیشہ نفرت رہی۔ ایک منٹ کے لئے بھی ایسے اشخاص سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر بعض وقت مجبوراً ملنا ہی پڑتا تھا۔ ۱۳۲۲ف میں اشیر آباد کے تعلقدار مولوی غلام محمود صاحب طاہر نے دھرم سالہ کے افتتاح کے لئے آپ کو دعوت دی تھی۔ صاحب معز نے اعلیٰ پیمانے پر جلسے کا اہتمام فرمایا تھا اُسکا ذکر اکثر محترم نانا صاحب فرماتے تھے۔ غرض کہ جلسہ ختم ہوا۔ اسی ضمن میں ضلع کے دفتر کی سرسری تنقیح فرما کر آپ عازم چیتاپور ہوئے وہاں تحصیل کی تنقیح کیگئی۔ آپ کی ہر دلعزیزی کی یہ حالت تھی کہ ہزاروں آدمی جوق جوق آپکے دیکھنے کے لئے آتے تھے اس موقع پر صاحب ضلع نے منجانب رعایا ایک ایڈریس

پیش کیا تھا۔ آپ نے اسکا پر معنی جواب دیکر اپنی ہر دلعزیزی کا مزید ثبوت دیا مولوی
غلام محمود صاحب طاہر اگرچہ سرکار عالی سے مستعار لئے گئے ہیں لیکن صاحب ممدوح
کو راجہ صاحب سے بیحد خلوص تھا۔ بحیثیت میر مجلس آپ انکے افسر تھے لیکن کبھی افسری
اور ماتحتی کے درجے سے دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے
ملاقات ہوتی تھی۔

پائیگاہ آسمانجاہی کے اکثر و بیشتر عہدہ داروں کے دل پر آپ کے وسیع
اخلاق اور خلوص کا نقش بیٹھا ہوا ہے۔

سابق میں پائیگاہ میں تقسیم دو ماہی یا سہ ماہی ہوا کرتی تھی جس سے غریب
اور کم مواجب لوگ بہت پریشان ہو جاتے تھے اگرچہ اس زمانہ میں گرانی اور قحط کی
حالت ایسی خوفناک نہ تھی۔ پھر بھی ہر ملازم یہی چاہتا تھا کہ ماہانہ تنخواہ ملے۔ دو ماہی
و سہ ماہی کا یہ عمل قدیم سے جاری تھا۔ اس کے لئے کوئی شخص جرأت کرکے نواب
سر آسمانجاہ بہادر سے عرض نہیں کر سکتا تھا لیکن ایک روز راجہ صاحب نے موقع
دیکھکر غریبوں کی دردناک زندگی کا مرقع لفظوں میں کھینچ دیا۔ نواب صاحب فطری
رحم دل اور فیاض تھے راجہ صاحب کے معروضہ سے بہت متاثر ہوئے۔
ماہانہ تقسیم کا انتظام کرنے کے لئے ارشاد ہوا۔ جسکا سلسلہ ابھی تک برابر
جاری ہے۔ قدیم ملازم اب برائے نام باقی رہ گئے ہیں ان کے دلوں پر راجہ صاحب کے
اس احسان عظیم کا نقش ابھی تک کندہ ہے۔ اس کو یاد کرکے ابھی تک آٹھ آٹھ
آنسو روتے ہیں۔

سنہ ۱۳۰۲ھ میں نواب سر آسمانجاہ بہادر نے اپنے عہد مدار المہامی میں سررشتہ
عروب وجوش نظم جمعیت آپ کے نام اجرا فرمایا۔ اسکی تحریر یا ماہانہ چالیس روپیہ تھی
قریباً چار پانچ سال تک تحریر کی رقم نواب صاحب معز کی پیشی میں امانتاً داخل ہوتی رہی

راجہ صاحب کا ایک مکان سرور نگر میں بھی واقع تھا نواب صاحب مغفور نے اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے اس کو لیکر اسکے معاوضہ میں غفور نگر کے پاس زمین عطا فرمائی اور تعمیر مکان و تیاری باغ کے لئے صہ ہزار روپیہ منجملہ مجتمعہ رقم تحریر سررشتہ داری سرفراز فرماکر ارشاد فرمایا کہ ایک باغ اور مکان غفور نگر میں تعمیر کراؤ اگر ضرورت ہوگی تو معروضہ پیش کرنے پر مزید رقم دیجائیگی۔

تا ختم تعمیر ضرورت کے لحاظ سے منجملہ تحریر سررشتہ داری وقتاً فوقتاً رقم سرفراز ہوتی رہی۔

سال گزشتہ اس واقعہ کو خاص طور پر راجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ نواب صاحب مغفور کے جہاں اور احسان عظیم مجھ پر ہوئے ہیں وہاں یہ احسان بھی کیا کم ہے کہ اس وقت طاعون میں جگہ کے لئے پریشان نہیں ہونا پڑتا یہ میرے آقا کی ذرہ نوازی اور پرورشی تھی۔ یہی وہ باتیں ہیں جو نواب صاحب مرحوم کی یاد تازہ رکھتی ہے۔

راجہ صاحب کے انگریزی اور اردو خط کا نمونہ آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہو۔

49 84

13th
January
1913

My dear Sir

I forwarded your letter to H. E. Nawab Saheb who in reply just telephoned me that he will be very glad to see you tomorrow at 9 am this morning yours obediently

Tagi Rizi

باب (۹)

علالت اور انتقال

سوماجی گوڑہ کے بنگلہ کی تعمیر ۱۳۴۳ف میں ختم ہو چکی۔ موسم گرما میں گھر میں بچے وغیرہ ملیریا سے فرش تھے۔ اسلئے تبدیل آب و ہوا کی غرض سے آپ سوماجی گوڑہ تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں پر راجہ صاحب پر انفلوئنزا کا حملہ شدت سے ہوا۔ آپ کی حالت بہت خراب ہو گئی دوسرے ہی دن ڈاکٹر کورلے والے کے مشورہ سے آپ ملک پیٹھ کے باغ میں مع خاندان تشریف لائے۔ ایک ہفتہ کے بعد آپ کی صحت بحال ہو گئی۔ بچوں وغیرہ کا بخار کم ہو گیا۔

اسکے بعد ہی راقم کی شادی ہوئی۔ ناتوانی باقی رہی تھی خیال تھا کہ شادی کی غیر معمولی مصروفیتوں نے آپ کو مضمحل بنا دیا ہو۔

لیکن رفتہ رفتہ ملیریا کا حملہ شدت کے ساتھ شروع ہو گیا۔ پیر میں درد بھی ہونے لگا۔ ڈاکٹر عزیز اللہ صاحب کا علاج رہا۔ ناتوانی دن بدن بڑھنے لگی اور غذا بھی کم ہو گئی۔ ایک روز آپ رفع حاجت کو جاتے ہوئے غش کھا کر گر گئے غشی موت سے کسیطرح کم نہ تھی ڈاکٹر عزیز اللہ صاحب فوراً ہی طلب کئے گئے دوا وغیرہ کے استعمال پر ہفتہ عشرہ میں صحت کلی حاصل ہو گئی۔

حسب سابق دفتر وغیرہ تشریف لیجاتے تھے اور اپنا کام انجام دیتے تھے۔

مہینہ ڈیڑھ مہینہ صحت اچھی رہی پھر ملیریا کا حملہ ہوا ۔ ناتوانی کا غلبہ پھر ہونے لگا ۔ ڈاکٹر شیوراج صاحب نہایت توجہ سے علاج فرماتے تھے ۔ لیکن ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آپ پھر رخصت لینے کے لئے مجبور ہو گئے ۔ بعض اوقات اسی علالت میں اختلاج قلب بھی ہو جاتا تھا ۔ خصوص موسم گرما اس پر طرفہ چارکمان طاعون سے متاثر ہو رہا تھا پریشانی قلب بیان نہیں کیجا سکتی ۔

معزز ڈاکٹر صاحب کے مشورہ سے ملک پیٹہ کے باغ میں جا کر قیام فرمائے ۔ لیکن موسم گرما کی تکلیف ناقابل برداشت تھی تبدیل آب و ہوا کے متعلق اکثر احباب کی رائے تھی مگر اسمیں بھی بعض مشکلات حائل تھیں ۔

جس وقت آپ بلدہ تشریف لائے آپکی صحت کسی قدر قابل اطمینان ہو چلی تھی ختم رخصت پر آپ نے پھر مجلس جا کر دفتری کام انجام دینا شروع کیا تھا کہ دو ماہ کے بعد پھر اسیر میں شدت کا درد اور ملیریا کا حملہ ہوا ۔ کم بخت ملیریا کے شدید حملے ایسے ہو رہے تھے کہ زندگی وبال جان ہو گئی تھی اس پر پیر کا درد جان لیوا ثابت ہو رہا تھا ۔

جب تک دوا کا سلسلہ جاری رہتا طبیعت کسیقدر روبہ اصلاح نظر آتی جہاں دوا موقوف ہوئی کہ تیسرے چوتھے دن ملیریا کا پھر حملہ ہو جاتا آخر ڈاکٹر صاحب کی رائے سے آپنے طویل رخصت بیماری حاصل کی تا کہ صحت کلی حاصل ہو جائے ۔

لیکن صحت کی یہ کیفیت کہ کبھی کچھ کبھی کچھ ۔ کم از کم ہفتہ میں بخار ایک بار ضرور آتا اور ناتوانی میں اضافہ کر جاتا ۔

آپ کی مستقل مزاجی قابل تعریف تھی کہ باوجود ایسی سخت علالت اور پریشانی آپ نے اُف تک نہ کی ۔ صبر اور سکون سے بیماری کا مقابلہ کرتے رہے ۔ ایسی حالت

میں ایک سال گذر گیا۔ مرض کا ازالہ تو کجا اور مزمن بن گیا۔

آپ کی صاحبزادی شریمتی مادھو بائی صاحبہ بھی ایک عرصہ سے علیل تھیں ان کے علاج کے لئے بے دریغ روپیہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ شروع میں ڈاکٹر ملنا کا علاج ڈیڑھ سال تک رہا۔ پھر ڈاکٹر کیخسرو (سکندرآباد) کا علاج تھا صاحبزادی کی علالت سے آپ کا دل کمزور ہو رہا تھا۔ اپنی لڑکی کا انجام سمجھ گئے تھے لیکن زبان پر نہیں لا سکتے تھے۔ محبت پدری کا یہی تقاضا تھا کہ اپنی صحت کے مقابلہ میں اُسکی صحت کو مقدم سمجھتے تھے۔

دوسری طرف صاحبزادی کی بے بسی اور علالت دیکھکر پتھر کا کلیجہ پانی ہوجاتا تھا۔ راجہ صاحب کی علالت نے اس غریب کے دلکو کمزور کردیا تھا۔ وہ غریب ایشور سے پرارتھنا کرتی تھی کہ آپ کو صحت حاصل ہوجائے۔

گھروالوں پر مصیبت کے بادل منڈلا رہے تھے۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک پریشانیوں میں مبتلا تھے۔ دوادعا جس نے جو کہا کرتے رہے۔ لیکن سب بے سود غرضکہ گزشتہ رمضان میں راجہ صاحب کے پیر پر ورم آگیا۔ اکثر ورد کے زمانہ میں متاثرہ پیر کسی قدر متورم معلوم ہوتا تھا۔

علاج کرنے سے ورم تو کم ہوگیا۔ لیکن دوسرے پیر پر نمودار ہوا۔ اب تو سب کو تشویش ہوئی۔ ڈاکٹر شیوراج صاحب علاج میں مصروف تھے۔ ورم کبھی کم ہوتا کبھی بڑھ جاتا۔

محترم نانا صاحب قبلہ کی علالت میں ڈاکٹر شیوراج صاحب نے جس ہمدردی اور خلوص سے علاج کیا وہ آپ اپنی نظیر ہے۔ یہ خاندان ہمیشہ کے لئے ممنون رہیگا۔ ہماری بدقسمتی سے نانا صاحب قبلہ کا انتقال ہوا تو اُسکو ڈاکٹر صاحب کیا کرینگے۔ اپنی امکان بھر جو کوشش تھی اس سے دریغ نہ فرمایا۔ بمصداق ع

مسیحا اپنی گاتے ہیں قضا کچھ اور کہتی ہے

آپ کو اپنی صحت کا مطلق خیال نہ تھا۔ صرف صاحبزادی کی سلامتی کی طرف دلی رجحان تھا۔ صاحبزادی کی صحت دن بدن خراب ہو رہی تھی امید زیست منقطع ہونے لگی۔

ڈاکٹر شیو راج صاحب نے آپ کو نقل و حرکت کی ممانعت فرما دی تھی لیکن بغیر صاحبزادی کو دیکھے چین نہیں آتا تھا۔

ایسے وقت میں پھر بخار آگیا اور پیر میں شدت کی تکلیف شروع ہو گئی۔ دل کی کمزوری بڑھ گئی۔ ڈاکٹر صاحب جس ہمدردی اور فکر سے آپ کا علاج کئے جاتے تھے۔ آپ اسکا اعتراف فرماتے تھے۔ آہ ہمارے لئے یہ وقت کیا نازک تھا۔ گھر پریشان۔ تیمارداری میں کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی۔ سب کی خواہش تھی کہ ہر دو بیمار شفا پا جائیں اور سب کی محنت سپھل ہو۔ لیکن یہ ایشور کو منظور نہیں تھا۔

تدبیر کند بندہ — تقدیر زند خندہ

۱۴ امرداد ۱۳۴۳ف کی شب میں اچانک ما دو بائی صاحبہ کا مزاج بگڑا اور صبح ہونے تک مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

ہم سب غم کے آنسو پی گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ راجہ صاحب کے قلب پر اسکا اثر پڑے صاحبزادی کے انتقال کی خبر جب آپ کے کانوں میں پہونچی آپ بہت ہی آبدیدہ ہو گئے اور مجھ سے فرمایا کہ "میں کیا بدقسمت باپ ہوں کہ اپنی لڑکی کی لاش بھی نہیں دیکھ سکتا"۔

اسوقت آپ قریباً فرش تھے ہم کو یہ خوف دامنگیر تھا کہ اس خبر وحشت اثر کے سننے سے ایسا نہ ہو کہ آپ کے دل کی حرکت پر اثر ہو جائے۔

پھر آپ نے فرمایا۔

"مجھے جس بات کا خوف تھا وہ ہو کر رہا۔ جاؤ جو کچھ انتظام کرنا ہو کرو"

ایک ایک لفظ سے دلی کیفیت عیاں ہو رہی ہے۔ ہر چند اپنے رنج و غم کا ظاہر کرنا آپ نہیں چاہتے تھے۔ لیکن کب تک آخر ضبط کا پیمانہ چھلک گیا۔

پھر آپ نے فرمایا۔

آہ میں اس دن کے لئے کیوں زندہ رہا........"

ہم سب پر جو غم کی حالت طاری تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ ان کے سامنے خاموش رہے۔ اور آنسوں پی کر رہ گئے۔ ہماری حالت بصداق اس شعر کے تھی۔

ضعف سے گریہ مبدل بہ دم سرد ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا

اس حادثہ کے بعد آپکی حالت نازک ہونے لگی۔ ورم بڑھنے لگا۔ ڈاکٹر شیو راج صاحب کو سخت تشویش ہوئی۔ آپنے ڈاکٹر ہنٹ کو لا کر معائنہ کرایا۔ ڈاکٹر ہنٹ نے ڈاکٹر شیو راج صاحب کی تشخیص اور مجوزہ نسخہ سے بالکلیہ اتفاق کیا۔

غرضکہ علاج نہایت احتیاط سے ہونے لگا۔ مگر آپ کی روح اس فانی جسم سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہے تھی۔

اساڑھ شدھ ایکادشی کو ہم سب آپ کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے نا امید ہو کر کسی دوسرے کے علاج کا مشورہ دیا کہ کیسطرح مریض شفایاب ہو جائے۔

ڈاکٹر عبدالحسین صاحب، ڈاکٹر کرلوسکر وغیرہ سب آئے اور ڈاکٹر صاحب کے مجوزہ نسخہ کو جاری رکھنے کی ہدایت دیتے رہے۔

اساڑھی ایکادشی کے دن بھٹ جی بالو مہاراج تشریف لائے بہت دیر تک

ست سنگ رہا ۔ اپنے منوہر بچن اور اپدیش سے بیمار کو تسلی دیتے رہے ۔

جب مہاراج تشریف لے گئے ۔ آپ پر غنودگی طاری ہوئی ۔ تیماردار وں میں ہری لال صاحب آگرے ۔ چمنی لال صاحب فرزند راجہ نورتن لال صاحب ۔ لال شاہ صاحب ۔ واسدیو رائے صاحب ۔ نورتن لال صاحب ۔ ٹھاکر لال صاحب ۔ بھوپت رائے صاحب ۔ ہمیشہ آپکے نزدیک رہا کرتے تھے ۔ دن رات خدمت میں مصروف رہتے ۔ سب یہی چاہتے تھے کہ آپ کسی طرح صحت یاب ہوں ۔ ایک وقت آپ نے فرمایا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ سرکار دام اقبالہٗ کے قدم دیکھوں ۔ لیکن افسوس آپ کی خواہش کی تکمیل ممکن نہیں تھی ۔ وقت بہت نازک تھا ۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء کی رات کو ۹ بجے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ کھانا کھاکر جلد آؤ ۔ یہاں بھوک تھی نہ پیاس صرف آپکے حکم کی تعمیل مقصود تھی ۔ اسلئے ۱۰ منٹ بعد ہم سب آپکی خدمت میں حاضر ہوئے ۔

آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم سب کھانا کھا چکے ۔ اثبات میں جواب دیا گیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ہچکی آئی اور آپ بے حس وحرکت ہو گئے ۔ ہم نے خیال کیا کہ موت اپنا کام کر گئی ۔

۵ منٹ بعد ہوش میں آکر فرمایا کہ اب مجھے کسقدر آرام معلوم ہوتا ہے حقیقت میں نبض کی رفتار درست تھی ۔ دل کی حرکت باقاعدہ ۔

بظاہر صحت کی امید ہو چلی تھی ۔ ہم نے سمجھ لیا تھا کہ موت کی بلا ٹل گئی ۔ اکثر اصحاب کی رائے سے دوسرے دن یونانی حکماء کا علاج شروع کیا گیا ۔ حکیم مقصود علیخاں صاحب نے امید دلائی ۔ انکا علاج رہا ۔ پھر رات میں طبیعت خراب ہونے کی وجہ میرے اُستاد شفیق مولوی حکیم ظہور احمد نے علاج شروع فرمادیا ۔ بیش قیمتی ادویہ استعمال کرائی گئیں جس سے طبیعت میں سکون پیدا ہوا ۔ رات

مولوی صاحب ممدوح مریض کے پاس رہے اور وقتاً فوقتاً قیمتی ادویہ کا استعمال کرائے تھے۔ بیماری کی حالت میں بھی آپ نے مولوی صاحب قبلہ سے فرمایا کہ " رات زیادہ ہوگئی آپ آرام فرمائیے۔ آپ کی اس مہربانی کا شکریہ۔ آپ نے میرے لئے بیحد تکلیف فرمائی " دوسرے دن پھر طبیعت کمزوری کی طرف مائل ہوئی تو حکیم مولوی اصغر حسینی صاحب کا علاج رہا۔ شام میں حکیم محمود صمدانی صاحب کا علاج شروع کرایا گیا۔ آپ کے علاج سے کچھ افاقہ کی صورت پیدا ہو چلی تھی حکیم صاحب موصوف کو بھی امید تھی کہ صحت ہو جائے گی۔ لیکن ان کو کیا معلوم تھا۔

آفتاب زندگی ہے آج ڈھلنے کے لئے

دوپہر میں بلغم پیدا ہو گیا اور سوء تنفس عارض ہو گیا۔ عید الضحیٰ کا دن حکیم صاحب سخت عدیم الفرصت، مریض کی ایسی نازک حالت، اب کی دفعہ جو طبیعت بگڑی صحت کی کوئی امید باقی نہ رہی حکیم صاحب بھی مایوس ہو گئے۔ حکیم نارائن داس صاحب کا علاج شروع کیا گیا۔ ؎

اجل ٹالے نہیں ٹلتی یہاں مجبور ہے انساں
مسیحائے زماں ہو یا ارسطو ہو کہ لقماں ہو

انسان جب پانی میں ڈوبنے لگتا ہے تو چاروں طرف پانی میں اسلئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کچھ سہارا ملجائے اور جان بچ سکے۔ بیماری حالت ایسی ہی تھی کہ کسی نہ کسی علاج سے صحت حاصل ہو اور بیمار کے حق میں کوئی مسیحائی کا کام کرے۔ ؎

لاکھ تدبیر سے انسان کی کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

مرنے کی تھوڑی دیر پہلے راجہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ۔

"تم سب جانتے ہو .... کہنے کی ضرورت نہیں"

"سرکار کے .... قدمو ں پر بچوں کو"

"والد و .... عقیل جنگ بہادر"

"اور نواب رسول یار جنگ بہادر جو فرماتے ہیں"

"اس کی تعمیل کرو ...."

"ہمیشہ نیک بنے رہو اسمیں تمہارا ہی بھلا ہے"

اسکے بعد قلمدان کی کنجی اپنی زنار سے نکالکر لینے کے لئے فرمایا۔

راقم نے کہا اسکی کیا ضرورت ہے۔

آپنے فرمایا۔

"کروٹ بدلنے میں مجھے تکلیف ہوتی ہے"

آپ کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔

پھر آپ نے پوچھا۔

"کیا تم سب نے کھانا کھایا ہے ...."

مینے اس سوال کا جواب اثبات میں دیا۔

اسکے بعد آپ سری بھگوان اور سری گرو ملیا مہاراج کو یاد فرماتے رہے پھر آپ پر غشی طاری ہوئی اور ۲۸ ہر امرداد ۱۳۳۴ف م ۳ ہر جولائی ۱۹۲۵ء روز جمعہ شب کے آٹھ بجے طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ آہ!

دل کے پھپولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

لاش پر نظر پڑتے ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ آفتاب جس شان سے طلوع ہوا تھا اسی شان سے

آج غروب ہوگیا۔ دنیا فانی ہے۔ اور دنیا کی ہر چیز کو فنا ہے۔ کوئی ہستی ہمیشہ
قایم رہنے کے لئے دنیا میں نہیں آئی۔ ہم یہ سب جانتے ہیں۔ لیکن جو خلش اور
رنج دل میں ہوتا ہے جو تلاطم سینہ میں پیدا ہوتا ہے۔ جو آنسو آنکھوں میں امنڈ آتے
ہیں اسکا کیا علاج۔

بعض وقت ایسا ہوتا ہے کوئی لاکھ تسلی دے لیکن دل نہیں مانتا معلوم
نہیں ہوتا کہ ہم کیوں روتے ہیں آیا مرنے والے کے لئے یا اپنے لئے۔

تمام رات کہرام مچا ہوا تھا۔ عزیز و اقارب ایسی مصیبت میں آکر ہمدردی
کرتے رہے۔ لیکن یہ سب بیسود تھا۔

کونسی کی نہ دوا کونسی مانگی نہ دعا
ہمنے کیا کیا نہ کیا دل کے سنبھلنے کیلئے

دوسرے روز صبح دس بجے آپ کی ارتھی اٹھائی گئی لاش کو عزیز و اقارب شمشان بھومی
کی طرف لے چلے۔ جس جسم کو نرم گدیلوں پر نیند نہ آتی تھی۔ آہ اسکے لئے لکڑی
کا بستر اور لکڑی کا تکیہ ہے۔ چتا میں آگ دیدی گئی۔ میرے محترم نانا جی
کی لاش اس لکڑی کے بستر پر نہایت اور شانتی سے آگ کی چادر تان کر سو گئی
ہم دیکھتے ہی رہ گئے۔ ۳ - ۴ گھنٹے کے بعد راکھ کا ڈھیر تھا۔ اسکے سوا کچھ
نہ تھا۔

میت کے ساتھ برادری کے کل اصحاب تھے۔ جن جن لوگوں کو خبر ملی
وہ دوڑے ہوئے آئے۔ قریبًا چار سو آدمی شریک تھے۔ جب اسکی خبر سرکار دام اقبالہ
کو ملی سنا گیا ہے کہ بہت دیر تک افسوس فرماتے رہے۔

دوسرے دن مقامی اخباروں یعنی مشیر دکن۔ رہبر دکن۔ صحیفہ
روزانہ میں آپکے انتقال کی وحشت اثر خبر شایع ہوئی۔ آپکے دوست احباب

عزیز و اقارب ۔ آکر مجھے تسلی دیتے رہے ۔ متعدد خطوط دلاسے اور تسلی کے آئے ۔ لیکن آہ ! سینہ میں جو آگ بھڑکی ہوئی تھی وہ بجھ نہ سکی ۔
دل پر صبر کا پتھر رکھنا پڑا ۔ کسی نے سچ کہا ہے آج مرے اور کل دوسرا دن ۔ مہینے ۔ برسوں اسی طرح گذر جائیں گے ۔ وقت آئیگا ۔ ہم نہ رہیں گے

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہ ہونگے
افسوس ہے تو یہ ہے افسوس ہم نہ ہونگے

اُوم شانتی شانتی شانتی

۸۰ 95

میں جناب وفا صاحب مہتمم تاج پریس و مدیر رسالہ تاج کا بیحد ممنون ہوں

کہ حسب وعدہ آپنے باوجود قلتِ وقت نہایت عجلت کے ساتھ حتی الامکان عمدگی

سے اس کتاب کی طباعت کا کام تکمیل کو پہنچایا۔ اور غیر معمولی محنت شاقہ

برداشت کی۔

گرُوداس

96

TEL. CHRISTCHURCH 138.

WINKTON HOUSE
CHRISTCHURCH
HANTS

16 July 25

Dear Mr. Jamna Das -

I must thank you for so kindly sending me a cable with the sad news of the death of Rajataj Rai Sahib - I was indeed very sorry to hear that the Rai Sahib had died. He was a man for whom I always had great respect, and whose work for Pargiter I always greatly appreciated. He will be a great loss to the Pargiter - I may be allowed to express my sincere sympathy with his family in their bereavement -

Yours sincerely

M. Yate

ترجمہ خط انگریزی سر برائن ایجرٹن کے سی آئی ای سابق صدر المہام پائیگاہ

ولنگٹن ہاؤس
کرائسٹ چرچ
ہالنڈ

ٹیلی - کرائسٹ چرچ ۱۳۶

مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء

ڈیر مسٹر گرو داس

آپ نے جو ازراہ مہربانی راجہ تیج رائے صاحب کے انتقال کا حسرت و اثر پیام بھیجا مجھے اسکا شکریہ ادا کرنا چاہیئے مجھے درحقیقت رائے صاحب کے انتقال کی خبر سننے سے سخت افسوس ہوا - یہی وہ شخص تھا جکی وقعت ہمیشہ میرے نزدیک بے حد تھی اور جکے پائگاہی کاموں کے لئے میں معترف تھا - ان کا انتقال پائگاہ کے لئے نقصان کثیر کا باعث ہوا -

آپکی فیملی کے ماتم میں مجھے اپنی مخلصانہ ہمدردی ظاہر کرنے کی اجازت دیجئے

آپ کا مخلص

بی - ایجرٹن